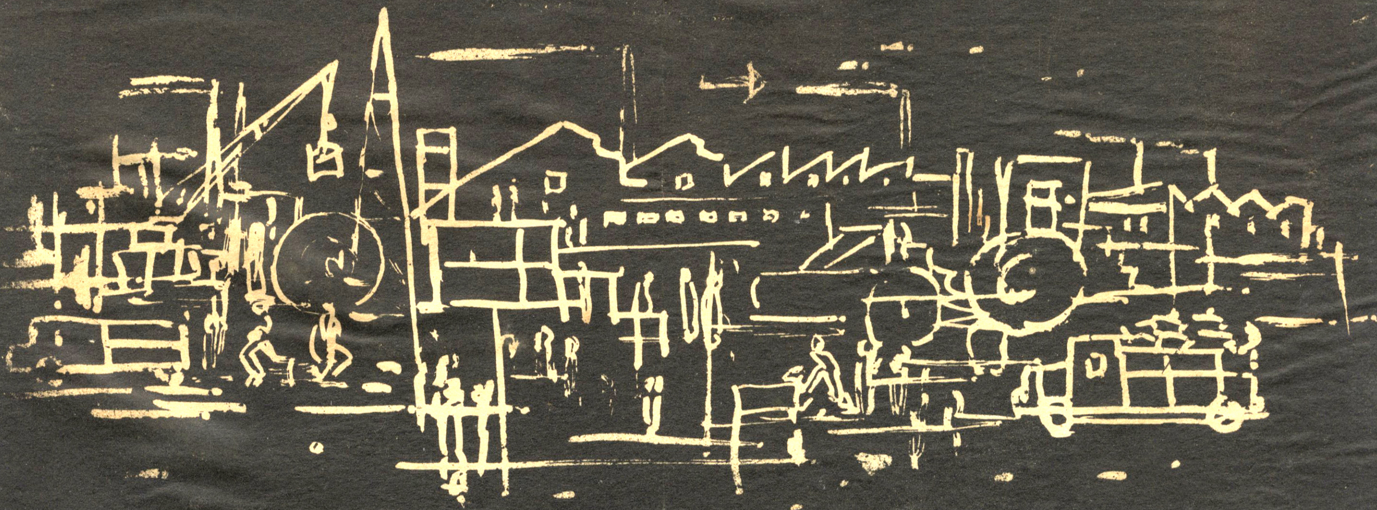
اسلامی اقدار کا نقیب

نگران اعلیٰ: مولانا مفتی محمود

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

مئی میں مزدوروں اور صنعتوں پر کیا بیتی ؟

مضمون اندرونی صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔



قیمت ایک روپیہ

۱۸ ذیقعدہ، ۱۳۹۵ھ

پاکستان کو صنعتی طور سے جاپان بنانے کے منصوبے کو کس نے ناکام بنایا ؟

علیم ناصری

خاص برائے
ترجمان اسلام

اشہد ان لا الہ، اشہد ان لا الہ

مالک ارض و سما حافظ و گیتی پناہ   جانفزا عالم فروز اس کے کرم کی نگاہ!
قادر عز و جلال، صاحبِ جبروت و جاہ   اس کی سحر اس کی شام، اس کا سپید و سیاہ

اشہدُ انْ لا الٰہ، اشہدُ انْ لا الٰہ!

رہبر و راہ نما، نقشِ کفِ مصطفٰےؐ   سرورِ عالم پناہ، شافعِ روزِ جزا
اس کا نظام حیات، درد و الم کی دوا   میں بھی ہوں اس پہ گواہ، تو بھی ہے اس پہ گواہ

اشہدُ انْ لا الٰہ، اشہدُ انْ لا الٰہ!

ایک ہمارا خدا، ایک ہمارا رسولؐ   ایک ہماری کتاب، بے بدل اسکے اصول!
سب غلط اس کے بغیر، اس کے سوا سب فضول   ہیں یہاں یکساں تمام، کوئی گدا ہو کہ شاہ

اشہدُ انْ لا الٰہ، اشہدُ انْ لا الٰہ!

ظلم کے بادل چھٹے، جبر کی راتیں گئیں   دستِ جفا شل ہوا، جور کی باتیں گئیں
جھوٹ کے پھندے کٹے، مکر کی گھاتیں گئیں   راہ پر آنے لگے، وہ کہ تھے گم کردہ راہ

اشہدُ انْ لا الٰہ، اشہدُ انْ لا الٰہ!

عصمتیں لٹتی رہیں، گردنیں کٹتی رہیں   نفرتیں بڑھتی رہیں، الفتیں گھٹتی رہیں!
اہل خوشامد کے ہاں دولتیں بٹتی رہیں   لوٹ مچاتے رہے اہل سریر و سپاہ!

اشہدُ انْ لا الٰہ، اشہدُ انْ لا الٰہ!

اب نہ رہے گی یہاں کبر کی گردن بلند   جابر و قاہر تمام آئیں گے زیرِ کمند!
جا چکے شملہ نواز ساتھ لیے تاشقند   بن کے رہے گا وطن دین کی آماجگاہ!!

اشہدُ انْ لا الٰہ، اشہدُ انْ لا الٰہ!

آ کے رہے گا یہاں بالیقیں آئینِ حق!   فاتح و فیروزمند ہو گا یہاں دینِ حق!
پاک وطن کی طلب پاک قوانینِ حق!!   غاصب و خائن تمام ہو کے رہیں گے تباہ

اشہدُ انْ لا الٰہ، اشہدُ انْ لا الٰہ!



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۴۵

جمعۃ المبارک ۲۸ ذی قعدہ ۱۱ نومبر ۱۹۷۷ء

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ ــــ روپے
ششماہی
۲۳ ــــ روپے
سہ ماہی ــــ ۱۱/۵۰ روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

یکے از مطبوعات
جمعیت علماء اسلام پاکستان

اداریہ

اُمید کی کرن

پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود نے اپنے غیر ملکی دورے کے دوران لندن میں پاکستانیوں سے جو خطابات فرمائے ہیں وہ قومی اخبارات کی وساطت سے سامنے آچکے ہیں۔ مفتی صاحب نے پاکستانیوں اور غیر ملکی افراد کو ملک میں ہونے والے صحیح واقعات و حقائق سے آگاہ کیا اور سوالات کے جوابات دیتے ہوئے تقریباً ہر اہم اور بنیادی مسئلہ پر سیر حاصل گفتگو کی۔ پاکستان اور قومی اتحاد کے ہمدردوں اور خیر خواہوں میں پائی جانے والی غلط فہمیوں اور شکوک و شبہات کا بھی ازالہ کیا اور آنے والے خطرات کی بھی نشاندہی کی۔

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ نے ہر سوال کا ایسا جامع اور معقول جواب دیا کہ اس سے بہتر جواب شاید ہی دیا جا سکتا۔ وطن عزیز میں بھی آپ کے بیانات و خیالات کو قومی حلقوں میں خاصی اہمیت دی جا رہی ہے اور ان بیانات کو متوازن و متناسب بیانات سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔!

خصوصاً پاکستان قومی اتحاد کی بعض جماعتوں اور بعض رہنماؤں میں تو تکار کے باوجود آپ نے اس سلسلے میں جن خیالات و احساسات کا اظہار فرمایا ان سے یہ امید ہو چلی ہے کہ شاید ایک مرتبہ پھر قومی اتحاد کے رہنما شانہ بشانہ چل کر نظام مصطفےٰ کی منزل کو پالیں اور موجودہ غلط فہمیاں باہم مل بیٹھنے سے دور ہو جائیں۔ مفتی صاحب کے ان بیانات ہی نے ان کروڑوں پاکستانیوں کی ڈھارس بندھائی جو ملک اور قوم کا مستقبل قومی اتحاد کے عظیم رہنماؤں سے وابستہ کیے ہوئے ہیں اور جنہوں نے حالیہ تحریک نظام مصطفےٰ و بحالی جمہوریت میں ان رہنماؤں کے اشارہ ابرو پر بیش از بیش قربانیاں دی ہیں، بلکہ ان رہنماؤں کے پس دیوار زنداں چلے جانے کے بعد بھی ملک کے یہ جیالے عوام اس مقدس مشن کو آگے بڑھاتے رہے ہیں جس کی طرف گامزن ہونے کے لیے قومی اتحاد کے مقتدر رہنماؤں نے تلقین کی تھی۔

اور بالآخر عوام نے اپنا مقدس خون بہا کر آمریت و فسطائیت کے کوہ گراں کو پاش پاش کر دیا اور یوں وہ منزل آسان ہو گئی جس کے حصول کے لیے یہ تاریخ ساز اور عدیم النظیر قربانیاں پیش کی تھیں۔ اور اس سلسلے میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ یہ جو کچھ اور جتنی کچھ کامیابی ہوئی ہے یہ عوام کے اتحاد و اتفاق کی بدولت ہوئی ہے، اگر اتحاد و اتفاق کا روح پرور ایمان افروز مظاہرہ نہ کیا جا سکتا تو آمریت کا عفریت قومی وجود کو ختم کیے بغیر نہ چھوڑتا۔

اب اگر کوئی جماعت یہ خیال کرتی ہے یا کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ ساری کی ساری کامیابی میرے کھاتے میں ڈال دی جائے اور بلا شرکت غیرے یہ اعزاز و اکرام میرے حصہ میں آنا چاہیے تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ ایسی جماعت اور ایسا شخص نہ صرف حقائق و واقعات کا منہ چڑا رہا ہے، بلکہ پاکستان میں بسنے والے کروڑوں عوام اور بیرونی دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ اس دراز نفسی سے ہمارا مقصود یہ نہیں کہ ہم کسی جماعت اور کسی فرد کو بطور خاص ہدفِ تنقید و ملامت ٹھہرائیں، نہیں ایسا ہرگز نہیں، ہم بغیر کسی تحفظ ذہنی کے یہ بات کہہ رہے ہیں کہ جس گوشے سے بھی اس قسم کی آواز سنائی دے گی وہ غلط ہو گی، واقعات کے خلاف ہو گی، ایسے واقعات اور ایسے حقائق کے برعکس ہو گی، جو روز روشن کی طرح واضح اور مبرہن۔

ہمارے نزدیک یہ امر انتہائی طور پر خوش آئند ہے کہ حالیہ باہمی تھوکا فضیحتی کے باوجود پاکستان قومی اتحاد کے صدر نے دیارِ غیر میں بھی وہی بات کہی ہے جو ان کے مقام اور منصب کے مطابق تھی، اور جس کی ان کی ذات گرامی سے توقع کی جا سکتی تھی۔

مولانا مفتی محمود نے یقین اور اعتماد کے جذبے سے سرشار ہو کر فرمایا ہے کہ تحریک استقلال قومی اتحاد

علیحدہ نہیں ہوگی اور باہمی اختلافات خوش اسلوبی سے رفع کر لیے جائیں گے"۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ "اتحاد کی مرکزی کونسل کا اجلاس میری وطن مراجعت پر ہی منعقد ہوگا۔

ان بیانات سے نظر بظاہر ایسا لگتا ہے جیسا کہ مفتی صاحب کا وجدان اور گذشتہ تجربہ اس بات سے انکار کر رہا ہو کہ حالیہ فقید المثال تحریک میں قدم سے قدم ملا کر چلنے والے ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لیے روٹھ جائیں گے اور وہ اپنی ان توپوں کا رُخ ایک دوسرے کی طرف کر لیں گے جو وہ ملک اور قوم کے دشمنوں کے خلاف استعمال کرتے رہے ہیں۔

اب ہم قومی اتحاد کے رہنماؤں سے صرف اتنی گذارش کریں گے کہ وہ کم از کم مولانا مفتی محمود کی وطن مراجعت سے قبل ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی کا سلسلہ بند کر دیں۔ ممکن ہے مفتی صاحب کے ذہن میں کچھ ایسی تجاویز ہوں جو اتحاد میں شامل تمام جماعتوں کے لیے قابل قبول ہو اور ان تجاویز کی روشنی میں ایسے اصول مرتب کر دیے جائیں جن کے بعد کسی جماعت کو کسی دوسری جماعت سے شکایت کی ضرورت پیش نہ آئے۔

شاید قومی اتحاد کے رہنما اس حقیقت کا صحیح ادراک نہیں کر سکے کہ ان کے متضاد اور متخالف بیانات سے عوام کے دل و دماغ پر کیا گذرتی ہے اور وہ کس قدر کرب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ خصوصاً تحریک نظام مصطفےٰ میں اپنی جانیں نثار کرنے والے شہیدوں کے عزیز و اقارب ان بیانات کے بعد جس دردناک الم انگیز اور روح فرسا اذیت میں مبتلا ہیں اس کا تو الفاظ احاطہ ہی نہیں کر سکتے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری معروضات کو ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کر کے شرف پذیرائی بخشا جائے گا۔

غنڈہ عناصر کا انسداد کیجئے!

اس میں شک نہیں کہ موجودہ عبوری حکومت کا دور ایک شریفانہ دور ہے اور چیف آف آرمی سٹاف اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق جو عبوری حکومت کے سربراہ بھی ہیں کی یہ کوشش رہی ہے اور ہے کہ حکومت کچھ ایسے اقدام کرے جن سے معاشرے کا رُخ بدمعاش اور غنڈہ گردی کی بجائے انسان دوستی اور شرافت کی طرف پھیر دیا جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے صوابدید کے مطابق بعض اقدام بھی کیے۔ اور تعزیری احکامات بھی نافذ کیے۔ ان احکامات سے ایک حد تک اصلاح احوال کی صورت پیدا ہوئی۔

مگر جس بات کی توقع کی جا رہی تھی وہ نہ ہو سکی مارشل لا کے تعزیری احکامات کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج بھی غنڈہ عناصر من مانیاں کر رہے ہیں اور دن دہاڑے قتل و غارت گری سے بھی نہیں چوکتے۔ خود صوبائی دار الحکومت لاہور میں بھی آئے دن ایسے ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں کہ انسانیت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔

اس نوعیت کے شرمناک افعال کا ارتکاب تو اس غنڈہ عنصر کا روز مرہ ہے۔ البتہ گذشتہ دنوں لاہور ہی میں ایک بیوہ خاتون جو اپنے نابالغ یتیم بچوں کا واحد سہارا تھی کو دو غنڈوں نے اس لیے موت کے گھاٹ اتار دیا کہ اس خاتون نے محنت مزدوری کر کے کچھ رقم اپنے بچوں کی شادیوں کے لیے جمع کی ہوئی تھی۔

یہ ایک واقعہ بطور مثال عرض کیا گیا ہے اس قسم کے واقعات روز ہوتے ہیں۔

صورت حال یہ ہے کہ شریف شہریوں کی زندگی اجیرن ہو کر رہ گئی ہے اور ہر شخص کو ہر وقت اپنے جان و مال اور عزت و آبرو کا خوف کھائے جا رہا ہے۔

موجودہ حکومت کے کارپردازوں سے عموماً اور جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے خصوصاً ہم یہ گذارش کریں گے کہ وہ اس ضمن میں خاص توجہ کرتے ہوئے ان شرمناک واقعات کا انسداد کریں۔ تاکہ شریف شہری سکھ کا سانس لے سکیں۔ اور اگر ان عناصر کو بر وقت لگام نہ دی گئی تو پھر تباہی اور بربادی کی ایسی فضا قائم ہو گی اور ایک طوفان بد تمیزی برپا ہو گا جس کے سامنے بند باندھنا مشکل ہو جائے گا۔ خدا ان ساعتوں سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

دعوت نامہ

برائے شرکت اجلاس مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام پنجاب

بحکم حضرت الامیر صوبائی مولانا عبید اللہ انور صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ:

صوبائی مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کا اجلاس ۱۲ نومبر ۱۹۷۷ء بمطابق ۳۰ ذیقعد ۱۳۹۷ھ بروز ہفتہ بوقت ۲ بجے دن مدرسہ قاسم العلوم اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ آپ سے پرزور استدعا ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر قیمتی مشوروں سے مستفید فرمائیں۔

ایجنڈا:

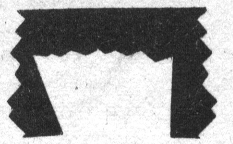
۱۔ صوبائی فنڈ کا استحکام
۲۔ شعبہ تبلیغ کا قیام
۳۔ ملک کی سیاسی صورت حال پر غور
دیگر امور باجازت صدر

قاری نور الحق قریشی
صوبائی ناظم عمومی پنجاب جمعیۃ

نوٹ: اپنے ضلعی امیر اور ناظم عمومی کو بھی ہمراہ لائیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر
کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہوگی

حاجی شمس الدین



پیامِ انقلاب

امجد علی شاکر ایم اے ۔ بصیر پوری

زندگی ایک حرکتِ پیہم کا نام ہے جہاں سکون و جمود زندگی پر چھا گیا وہیں رجعتِ قہقہری کا آغاز ہو گیا کیونکہ سکون تو عدم کی علامت ہے جمود تو موت کا نشان ہے۔ زندگی تو صرف حرکت سے ہی عبارت ہے حیات تو جہدِ پیہم کا نام ہے۔ آرام و سکون اور زندگی دو متضادات کی علامتیں ہیں۔ یہ دو بہنوں کی مانند ایک گھر میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ جس قوم نے انہیں اپنے ہاں اکٹھا کرنے کی کوشش کی اس نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا اور وہ رجعت کی راہ کی مسافر بن گئی اور زندگی کی علامتیں اس سے رخصت ہو گئیں۔ روحِ حیات کی گرمی اس کی رگِ حیات سے خارج ہو گئی،

ع ما زندہ ازانیم کہ آرام نہ گیریم

یہ حرکت و سعی جس قوم میں ہو گی وہ ربعِ سکوں کی امامت کی اہل ہو گی۔ کبھی کوئی آرام پسند اور سہل انگار قوم کو دنیا کی امامت کا منصبِ جلیلہ نہیں ملا، وہی قوم اس منصبِ عظمیٰ پر فائز ٹھہری جس میں حرکت زیادہ تھی۔ چنانچہ جب کسی قوم کے قوائے حرکت و عمل سعیِ پیہم سے تھک گئے۔ اس پر سکون و جمود کی حالت طاری ہو گئی وہ کٹی پتنگ کی طرح ہو گئی، اور ایک نئی قوم نے آگے بڑھ کر یہی منصب حاصل کر لیا۔ اور وہ قوموں کی امامت کرنے لگی۔ مصر کے فراعنہ، ایران کے اکابرہ، عرب کے عاد و ثمود، عراق کے کلدانی، یونان کے فاتحینِ جہاں کشا اور روم کے فرمانروا اسلام کے جانباز مجاہد اور تاتار کے عالم سوز سپاہی اپنے اپنے اوقاتِ امامت میں دنیا کی سٹیج پر آتے رہے اور اپنی اپنی سعی و حرکت سے نئے نئے نمونے پیش کرتے رہے۔ دنیا انکی عظمت و شوکت کے سامنے تسلیم و رضا کا سر خم کرتی رہی اور احترام و اقتدا کے تمام سجدے انہی کی راہوں پر نثار کرتی رہی مگر جونہی ان میں سکون آگیا ان کی عظمت و شوکت داستانِ پارینہ بن گئی، ان کی جرأت و عظمت ان کی جاہ و شوکت ان کے جلال و تاجوری تاریخ کے اوراق میں گم ہو گئے۔ ان کے جاہ و جلال، رعب و دبدبہ، عظمت و وقار کی داستانیں تاریخ کے دھندلکوں میں گم ہو گئیں۔ ان کی انقلاب آفرینی کے سارے نقوش تاریخ میں صرف چند کھنڈرات ہی کا اضافہ کر سکے جنہیں وقت کی گرد نے ڈھانپ کر دنیا کی نظر سے اوجھل کر دیا۔ آج ربعِ سکوں ہر وہ تہذیب و تمدن جہانگیری و جہانبانی کا منصب لیے ہوئے ہے کہ جس کی ہر رگ میں زہرِ ہلاہل اور ہر عضو میں سمِ قاتل پوشیدہ ہے، اس تہذیب کے شجرِ خبیثہ کا ہر پتہ ہلاکت اور ہر شاخ ظلمت و تیرگی کی پیامبر ہے۔ اسی تہذیب و تمدن کے ظاہری حسن کے پردے میں کیا کیا تیرگی و ظلمت کے نشان پنہاں ہیں۔ ان کا اندازہ اس پھل سے کر سکتے ہیں جو اس تہذیب کی شاخ سے حاصل ہوا۔ جس کی بدولت آج پورا معاشرہ ایک اختلالِ محض بن کر رہ گیا ہے۔ ہر جگہ تکلف و تصنع کی تہہ میں بے چینی و بے قراری کی لہریں ساحلوں سے سر پھوڑ رہی ہیں۔ آج دلوں کی شکیبائی اور دماغوں کی بے قراری کس سے پنہاں ہے کہ کبھی ان کا علاج خمر و خنزیر میں ڈھونڈھا جاتا ہے اور کبھی برگِ حشیش کے کیف آور رس میں، مگر یہ مرض دوا کے ساتھ ساتھ بڑھ رہا ہے بلکہ دوا مرض کے اضافہ کے لیے ہر آن وقف کیے ہوئے ہے

آج نبضِ ہستی اس طرح چل رہی ہے کہ دونوں عالم کا نشہ ٹوٹ رہا ہو جیسے آج ہر طرف بے قراری ہے، آج ہر شخص کے پاس ایک کشکول ہے جس میں سوالات کی متاع کے سوا "مشتِ خاکِ جگر" اور "خونِ حسرت ہے" صاف نظر آ رہے ہیں۔ ہر دل ایک ٹوٹا ساز ہے۔ جس سے ہر آن یہ نغمہ جنم لیتا ہے ع

میرے دامن میں نہ کلیاں ہیں نہ کانٹے نہ غبار

ان حالات میں ہمیں ایک جوئے نور کی ضرورت ہے، جو ہماری ظلمتِ بداماں کشتِ حیات کو اپنے نور سے منور کر دے۔ آج ہمیں حیات کی تیرہ و تار فضا میں روشنی کا نسخہ درکار ہے اور آج جب کہ ہر جگہ کی متاع، متاعِ کاسد اور ہر زر، زرِ کم عیار ثابت ہو چکا ہے۔ تو ضروری ہے کہ ہم "نور" کی تلاش کریں ضروری نہیں کہ یورپ ہی ہمیں یہ نسخہ لا کر دے کیوں کہ یورپ کی تو اپنی بیاض ہی اسی نسخہ سے تہی ہے۔ یورپ کا اپنا خزانہ ہی زرِ کم عیار کا سٹاک روم ہے ضروری نہیں کہ یورپ ہی ہمیشہ ہماری امامت کرتا رہے اور نسخے لا کر دیتا رہے۔ ہم بھی تو اپنے درد کا درماں ڈھونڈ سکتے ہیں، ہم بھی اپنے مصائب کا علاج تلاش کر سکتے ہیں۔ اور یہی نہیں ہم تو یورپ کا بیمار

انسانیت کو شفا کا نسخہ بہم پہنچا سکتے ہیں، اور اس سے بڑی بات یہ کہ ہم بھی دنیا کی امامت کے اہل ثابت ہو سکتے ہیں؟ کیوں نہیں . . . . . کبھی ہمارے آباء ہی امامت کے تخت پر جلوہ افروز رہے، کبھی ہم بھی تو اس تختِ اجلال پر سریر آرا تھے، کبھی ہم نے بھی تو جہانبانی کی تھی، کبھی ہم بھی تو جہانگیروں میں تھے۔ آج ہم حیات کے اس سیلاب میں خاشاک کی طرح بہہ رہے ہیں، کبھی ہم خود ایک سیلِ رواں تھے، کبھی نور ہمارے ہی یدِ بیضا کا کرشمہ تھا۔ مگر افسوس کہ آج ہم روشنی مانگنے کے لیے اِدھر اُدھر ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ وہ نور ہم نے کہاں کھو دیا، وہ متاع کہاں لٹا دی، وہ زرِ خالص کہاں گنوا دیا، وہ متاعِ دین و دانش کہاں چلی گئی، وہ یدِ بیضا کے کرشمے کہاں جا بیٹھے جس کی بدولت ہم ثریا کی بلندیوں سے گرتے ہوئے اس مقام تک آ پہنچے کہ ثریٰ بھی ہم سے بلند ہے۔ اسے ہم نہ یورپ کے خزانوں میں ڈھونڈ سکتے ہیں، نہ امریکہ کے فکری مراکز سے، نہ روس کے آستانے سے پا سکتے ہیں، نہ چین کے دروازے سے۔ اگر یہ متاع ہمیں مل سکتی ہے تو اپنے ہی دل کے نہاں خانوں سے، یہ نور ہمیں اپنے ہی جھار میں ضو فشاں مل جائیگا۔ ہم نے تو خود ہی اس سے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں، ہم اس نور کی طرف توجہ کرتے ہیں مگر آنکھیں بند کر کے، بصارت کی نہ سہی بصیرت کی تو ضرور بند رکھتے ہیں یہ نور الفاظ کے روپ میں ہم پڑھتے ہیں مگر حلق سے اوپر تاکہ دل سے مس نہ کر جائے۔ ہم گلے کے کرشمے تو دکھاتے ہیں حالانکہ عمل کی زبان سے یہی الفاظ ادا کیے جائیں تو اس سے ہزار گنا بہتر کرشمے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ مگر ہم نے عمل کے ہاتھ پاؤں تو مفلوج کر رکھے ہیں، ہم نے اپنے تمام قوائے حرکت و عمل ساکن کر رکھے ہیں اور کہیں اگر ہنگامہ ہے یا حرکتِ عمل کی کہیں کوئی علامت ہے، اضطراب و بے قراری ہے تو ہماری زبان کے تنگ جزیرے میں مقید ہو کر رہ گیا ہے، جہاں بڑی ہنگامہ خیزی ہے اور بڑی حرکت ہے مگر حرکت کی ضرورت زبان سے زیادہ ہاتھ پاؤں کو ہے۔ عمل کی ضرورت زبان کے تنگ جزیرے میں نہیں کائنات کے وسیع دائرے میں ہے اور اضطراب کی ضرورت تو دل کی وادی میں ہے جہاں سکون ہے اور متحرک کی وہاں کوئی علامت نہیں، حالانکہ دلوں میں طوفان انگڑائیاں لینے چاہیں اور وہیں اضطراب و بے قراری ہونی چاہیے۔

استعارہ کی زبان چھوڑ کر اب میں سادہ الفاظ میں بات کرتا ہوں کہ انسانیت کی فلاح کا نسخۂ اصلی وہی ہے جو انسان کو بنانے والے نے بنایا تھا جو انسان کی تمام ضروریات اور مسائل کو حل کرتا ہے انسانیت کی فلاح کے وہ تمام انسانی نسخے جو اس خدائی نسخے سے متصادم ہیں شیطان کی تعلیمات سے ہیں . . . .

آج ضرورت ہے کہ ہم اللہ سے بیزار دنیا میں لاالٰہ کے خوگر معاشروں میں اِلّا اللہ کا پیغام بلند کریں کیونکہ زندگی کا بیشتر حصہ خود بخود اِلّا اللہ کے احکام کے مکمل تابع ہے اور ان دوائر میں جہاں انسان کو اختیار حاصل ہے اِلّا اللہ کے احکام سے متصادم اعمال اختیار کیے جاتے تو ہماری حیات کو چین کہاں نصیب ہو گا۔ ہماری زندگی روح کا کیف آور نغمہ اور زندگی کا امرت رس کہاں سے حاصل ہو گا۔ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم وقت کی آواز کو سنیں اور اِلّا اللہ کے پیغام کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں اور اپنی حیات کو ان احکام کے مطابق ڈھالیں۔ اگر ہم نے اس پیغام کو نہ سنا اور اس پر عمل کے لیے اپنے آپ کو تیار نہ کیا تو کوئی دوسرا ہمیں یہ راہ دکھانے نہیں آئے گا اور نہ کوئی ہمیں نئی حیات دینے آئے گا۔

یہ پیغام ایک انقلابی پیغام ہے جو زندگی سے طبقات کے امتیازات مٹاتا، محرومیوں کی پرچھائیں کو ختم کرتا، ظلم و جبر کے تمام ذرائع ختم کرتا، ہر قسم کے استحصال کے جملہ ذرائع مٹا دیتا ہے۔ ظالم و مظلوم اور آجر و اجیر کے درمیان طبقات کی خلیج کو ختم کرتا اور ناانصافی کے جملہ مظاہر کو بیخ و بن سے اکھاڑتا ہے، جو نہ صرف زندگی کو کئی خداؤں کی عبادت سے ہٹا کر ایک خدا کی عبادت کی طرف مائل کر کے ایک مذہبی انقلاب برپا کرتا ہے بلکہ سماج کے طبقہ وارانہ تقسیم کو ختم کر کے مساوات و ہمدردی، اخلاص و محبت کے سنہری اصول پر قائم سوسائٹی کو تخلیق کر کے ایک اعلیٰ قسم کا سماجی انقلاب برپا کرتا ہے۔ اور معاشرہ کو ہر قسم کے استحصالات سے پاک کر کے اقتصادی انصاف کے اصولوں پر مبنی اقتصادیات کو رائج کر کے ایک معاشی انقلاب برپا کرتا ہے۔ تہذیب و تمدن، ثقافت اور زندگی کے ہر شعبے سے سامراجی اور رجعت پسندانہ طبقاتی اونچ نیچ کے مظہر غیر اخلاقی رسوم اور اعمال کو مٹا کر مساوات پر مبنی ثقافتی انقلاب بھی لاتا ہے۔ گویا زندگی کے ہر شعبے کو رجعت پسندانہ اونچ نیچ اور استحصال سے نجات دلا کر ایک ہمہ جہتی انقلاب برپا کرتا ہے جس میں مخلوق کے لیے امن ہے، سلامتی ہے، پیار ہے اور آتشی اور یہیں سے زندگی کا امرت رس مل سکتا ہے۔

ضرورت ہے کہ ہم اس تاویل و تعبیر کی دھند سے صاف کر کے رہبانیت اور انفعالیت کی گرد جھاڑ کر اس کا اصل چہرہ دیکھیں جو ایک فعال پروگرام پیش کرتا ہے۔ یہ روشنی ہر ایک کے لیے ہے اس کا نور ہر شخص کے واسطے ہے بس اس سے مستنیر ہونے کی ضرورت ہے۔ پھر دنیا کی مصر آسائش تو کوئی بات نہیں پورے عالم کی امامت و سیادت کا تاج بھی اس کے ماننے والوں کے سر پر سجے گا اور یہ نئے امام دنیا کو ظلمتِ شب سے نکال کر صبح کے سفر پر گامزن کر دیں گے۔

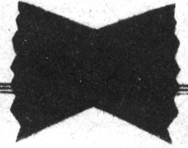
اور میں اپنی تمام تر دراز نفسی کو دو الفاظ میں لپیٹ سکتا ہوں جو صرف تین حروفِ تہجی کی ترتیب سے صورت پذیر ہوتے ہیں اور یہ ہیں: "... علم اور عمل" . . . اور اس کے لیے میرے پاس ایک ہی نسخہ ہے وہ سعیٔ پیہم اور جہدِ مسلسل کا ہے

سعیٔ پیہم ہے کم و کیفِ حیات
تیری میزان ہے شمارِ سحر و شام ابھی

ہفت روزہ ترجمان اسلام میں
اشتہار
دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

مولانا یوسف بنوری کا اُٹھ جانا ہمارے لیے بہت بڑا حادثہ ہے!

(نوابزادہ نصر اللہ خان)



رپورٹ: محمد یعقوب شیخ ملتان

ملک بھر کی طرح مولانا محمد یوسف بنوری کی رحلت اہل ملتان کے لیے بھی گہرے غم اور صدمہ کا باعث بنی اگر یوں کہا جائے تو درست ہوگا کہ شہر غم میں ڈوب گیا۔ مدرسہ قاسم العلوم، دفتر جمعیۃ علماء اسلام، جامعہ ربانیہ ملتان اور خیر المدارس میں ختم قرآن پاک کی مجالس ہوئیں، قرار دادیں ہوئیں اور دُعائے مغفرت۔

ختم نبوت کے دفتر میں حکیم سیّد انور علی شاہ کی صدارت میں جلسہ ہوا۔ قرآن کی تلاوت کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ سید منظور احمد مرکزی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت نے بڑی تفصیل سے مولانا بنوری کے حالاتِ زندگی بیان کیے۔ مولانا ابوالحسن قاسمی شیخ محمد یعقوب، شیخ غلام مصطفےٰ رضوی، مولانا غلام قادر صاحب، شیخ عبدالمالک اور نور عالم قریشی نے تقریریں کیں۔

مورخہ ۲۱ راکتوبر بعد نماز عشا مدرسہ تعلیم الابرار میں علماء کونسل کا ——— اجلاس ہوا۔ مولانا ابوالحسن قاسمی کی کاوشوں اور خلوص کی وجہ یہ اجلاس ہر لحاظ سے جامع اور کامیاب اجلاس تھا۔ تلاوت کے بعد جمعیۃ اہل حدیث کے بزرگ رہنما جناب مولانا عبدالرشید صدیقی نے خطاب فرمایا۔ مولانا کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اور مغفرت کی دعا۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کے ناظم عمومی جناب مولانا عبدالقادر قاسمی نے کہا۔ مولانا بنوری اپنے شاگردوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اس لیے طلباء میں نماز با جماعت اور اخلاقِ حسنہ سب مدارس سے زیادہ پایا جاتا ہے تقریباً ۲۷ ممالک کے طلباء دار العلوم میں تعلیم پا رہے ہیں مولانا کا ایک علمی مقام اور رعب تھا جسے دنیا میں بھی تسلیم کیا جاتا تھا۔

ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے جو بھی تحریک چلی یا جو بھی جدوجہد ہوئی حضرت نے اس میں حصہ لیا۔ اور ہر طرح کا تعاون پیش کیا۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ علامہ سیّد انور شاہؒ نے جو پودا لگایا اس کو عطاء اللہ بخاریؒ نے پروان چڑھایا تو مولانا محمد یوسف بنوری نے اسے پایۂ تکمیل کو پہونچایا مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد شریف جالندھری نے حضرت بنوری کے خاندانی حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت کے جدامجد مولانا آدم بنوری شاہ جہان بادشاہ کے زمانے میں غزنی سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے اور بٹھنڈا کے قریب بنور میں قیام کیا۔ اس زمانے میں سکھوں کا بہت زور تھا۔ آدم بنوری نے ایک عرصہ اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ ان کے اثر و رسوخ سے بعض طبقے بہت گھبرائے۔ اور بادشاہ سے شکایت کر دی کہ آدم بنوری انقلاب کی تیاری کر رہا ہے۔ بادشاہ نے آدم بنوری کو طلب کیا اور ملک بدر کرنے کا حکم سنایا۔ بہت جلدی بادشاہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور معلوم فرمایا پتہ چلا کہ حضرت بحری جہاز کے ذریعہ حجاز مقدس جا رہے ہیں۔ بادشاہ حاضر خدمت ہوا اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور معافی چاہی۔ حضرت نے معاف تو کر دیا لیکن اپنے عزم سفر پہ قائم رہے۔ اور فرمایا کہ فقیر جب ارادہ کر لیتا ہے تو پھر اسے منسوخ نہیں کرتا۔ اس خاندان میں بڑے بڑے علماء اور صوفی پیدا ہوئے۔ شاہ ولی اللہ کے زمانے میں یہ خاندان پھر ہندوستان آگیا — مولانا یوسف بنوری کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے کہ ایسی موت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے مولانا کی رُوح کے استقبال کے لیے ایک طرف عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کھڑے ہوں گے تو دوسری طرف علامہ انور شاہؒ مولانا لاہوریؒ، مولانا مدنیؒ اور دوسرے اکابر۔

مولانا یوسف بنوریؒ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے خصوصی شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ کشمیر میں چند ماہ قیام کے دوران حضرت علامہ دو بجے رات اٹھتے، اور مولانا بنوری کو حدیث پڑھاتے اور خاص نوٹ لکھواتے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر مولانا دار العلوم میں پڑھانے لگے۔ اور بعد میں ڈھابیل میں پڑھاتے رہے۔ تقسیم ملک کے بعد کراچی آئے تو ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر حدیث پڑھانے لگے۔ دار العلوم اسی جگہ واقع ہے اور آج یہ ایک یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

ہم ختم نبوت کے چراغ کو اپنے خون سے روشن رکھیں گے مولانا محمد شریف جالندھری

مولانا جس کاروانِ حریت سے تعلق رکھتے تھے اس کا ایک سپاہی نوابزادہ نصر اللہ خان اس مجلس میں موجود ہیں۔ انہوں نے ملی اور دینی تحریکوں میں قیادت کرکے یہ ثابت کر دیا کہ ان کے دل میں اصلاح احوال کا کس قدر احساس تھا۔ مولانا اثر و رسوخ ہر اسلامی ملک میں تھا۔ بڑے بڑے بادشاہ گرووں کی طرح مولانا کے پاس بیٹھ جاتے جس طرح شاگرد۔ شاہ فیصلؒ کی زندگی میں حضرت حج پر گئے۔ روضۂ رسول کے پاس بیٹھ گئے شاہ فیصل بھی آکر بیٹھ گئے۔ مولانا نے حدیث کا درس دیا شاہ فیصل شہید زار و قطار رونے لگے۔!

مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے مولانا نے بتایا کہ:

"بھٹو نے مرزائیوں کو یقین دلایا تھا کہ ان کے تمام حقوق محفوظ ہونگے" اس لیے قانون بن جانے کے بعد بھی اب تک معاملہ الفاظ کا دستور میں شامل ہونے کے آگے نہیں بڑھا۔ یعنی اقلیتوں کی فہرست میں ایک نام کا اضافہ ہوگیا ہے، ہم عہد کرتے ہیں کہ حضرت کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ ہم یہ جذبہ رکھتے ہیں کہ ختم نبوت کے چراغ کو روشن رکھنے کے لیے اپنا خون پیش کرکے فخر محسوس کریں گے۔

جمعیۃ علماء اسلام ملتان شہر کے صدر مولانا محمد حنیف رحمانی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا بنوری کا جس طرح نام حسین ہے اسی طرح ان کے عمل میں، علم میں، اخلاق میں اور کردار میں حُسن پایا جاتا ہے ان کے دل میں جتنا درد تھا ملت اسلامیہ کا اس قدر شاید کسی اور دل میں نہ ہو، جو خلا پیدا ہوا ہے شاید پر نہ ہو۔

مولانا محمد حنیف علماء کونسل کے بھی صدر ہیں۔ ان کے بعد نامور خطیب جناب مولانا عبدالمجید ندیم نے خطاب کیا۔ اپنے مخصوص انداز میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ:

"بھٹو نے علماء کو معاشی موت مارنے کا منصوبہ بنایا تھا، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری طلباء میں عزت نفس کو ابھارتے اور معاشی تفکرات کو قریب تک نہ آنے دیتے۔ بڑے بڑے تاجر اور بڑے بڑے سیٹھ مولانا کے پاس آکر بچوں کی طرح بیٹھ جاتے۔ ایک مسجد کے مینار بنانے کا مسئلہ درپیش تھا، ہر آدمی چاہتا تھا کہ یہ سعادت میرے حصہ میں آئے۔ آخر

مولانا محمد یوسف بنوری رحؒ

سپاہی نہیں، اسلام کے عظیم جرنیل تھے!

(مشتاق حسین نقوی)

قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا پڑا۔ ملک بھر کے لوگ مولانا کے پاس جاتے اور اپنے اپنے مدارس کے لیے سفارش لکھواتے۔ مولانا لکھ تو دیتے مگر یہ بھی فرمایا کرتے کہ میں تو دیکھنا یہ چاہتا ہوں کہ علماء خود زکوٰۃ دیں اور صاحبِ نصاب ہوں۔

ندیم صاحب نے اشارتاً فرمایا کہ کچھ لوگ جیتے جی مرجاتے ہیں اور کچھ مرکر بھی جیتے ہیں۔ کراچی میں دونوں قسم کے مولوی حضرات موجود ہیں۔ مولانا ایک خاص مزاج رکھتے تھے۔ ان میں قلندرانہ ادائیں اور سکندرانہ جلال تھا، انہوں نے سیاسی مفادات کے لیے کبھی سودے بازی نہیں۔ انہوں نے زندگی پوری عظمت کے ساتھ گذاری۔ انہوں نے حق کہا حق سنا، اور حق پر عمل کیا۔ سنا ہے کہ مولانا بنوری کی وفات پر ربوہ میں چراغ جلائے گئے۔ ربوہ والو! سُن لو! تم خوشیاں نہ مناؤ۔ داؤد غزنویؒ گئے، ثناء اللہ گئے تو ان کی جگہ بخاریؒ نے سنبھالی، بخاریؒ کے بعد یہ کمان مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ نے سنبھالی، اور مولانا یوسف بنوریؒ کے بعد سب ہی یوسف بنوری ثابت ہوں گے انشاء اللہ۔ علماء حق کی جماعت کا ہر فرد یوسف بنوری ہے جس نے برصغیر کی دھرتی پر نقش ثبت کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی کرسئ نبوت پر کوئی دست درازی نہ کرے۔ ہم رضاکار اور ہر خدمت کے لیے تیار ہیں۔

پاکستان قومی اتحاد کے صوبائی امیدوار نور عالم قریشی نے کہا کہ:

"ہم آج ایک عظیم مفکر کی یاد منا رہے ہیں۔ اس عظیم انسان کی یاد جس کے فکر و عمل نے تاریکیوں میں روشنی کی کرن فروزاں کی، جس نے تاریخ کا ایک باب لکھا۔! افلاطون نے کہا ہے کہ:

عالم کی موت پر لوگ روتے اور جاہل آنسو بہاتے ہیں"

مولانا بنوری نے جس کاروانِ حریت کی قیادت کی آج بھی یہ کاروان اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ مولانا بنوری کے کارنامے ہمیشہ پائندہ و تابندہ رہیں گے۔ ان کے انداز بیان میں نسیم صبح کی تازگی اور انداز تبسم میں ستاروں کی چمک ہے۔

سید مشتاق حسین نقوی نے پرجوش تقریر کرتے ہوئے کہا کہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

"اللہ تعالیٰ سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں"

علماء کی تین قسمیں ہیں۔

۱- علماء باللہ
۲- علماء بامر اللہ
۳- علماء باللہ بامر اللہ

حضرت بنوری علماء میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ وہ علمائے حق کے قافلے کے سالار تھے۔ ان چند برگزیدہ علماء میں سے ایک جن پر دنیا ناز ہے۔ ایک عالم دین کی موت سے جو نقصان ہوتا

مولانا بنوری کے نام کی طرح ان کے علم میں، ان کے اخلاق میں اور ان کے کردار میں حُسن پایا جاتا ہے۔ محمد حنیف رحمانی

ہے اس کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ موجود نہیں ہوتا۔ مولانا بنوری کا قول وفعل ایک تھا، وہ ایک سپاہی نہیں، بلکہ اسلام کے عظیم جرنیل۔ جو لوگ دولت جمع کرتے ہیں، خوشامد کرتے ہیں، خوشامد پسند ہیں، یہ علماء نہیں ننگِ علماء ہیں۔

امام صادقؒ فرماتے ہیں کہ:

"عالم دین وہ ہے جس کی صورت دیکھ
کر خدا یاد آجائے۔ جس کی گفتگو سے
تمہارے علم میں اضافہ ہو جس کی صحبت
سے آخرت کی رغبت پیدا ہو۔"

مولانا مرحوم میں یہ تمام صفات موجود ہیں۔! امام کاظم کا قول ہے کہ:

"شیطان کو سب سے زیادہ مرغوب

انہوں نے بڑی جرأت اور جوانمردی سے قیادت کی اور یہ سعادت ان کے حصہ میں آئی۔ کہ نوے سال پرانا مسئلہ حل ہوگیا۔ یہ کوئی چھوٹا سا معاملہ نہیں بہت بڑا مسئلہ ہے اور بہت بڑی سعادت۔!

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا کی قیادت میں ساری قوم مجتمع ہوئی۔ اور جب بھی قوم ایک مرکز پر جمع ہوئی اللہ نے نصرت اور کامیابی عطا کی۔

خلافت کی تحریک، ہجرت کی تحریک، پاکستان کی تحریک اور ختم نبوت کی تحریک، سب میں کامیابی اتحاد ہی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

مسٹر بھٹو کی حکومت نے کون کون سے ظلم نہیں ڈھائے، گجرات میں ایس۔ ایس۔ پی نے فائر کر کے دو جوانوں کو شہید کیا۔ اوکاڑہ میں خون سے ہولی کھیلی

مگر جو وعدہ ہم نے اپنے خدا کے ساتھ کیا ہے وہ پورا ہونا باقی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے پانچ سال اکٹھے رہنے کا وعدہ ہی نہیں کیا، میں کہتا ہوں کہ ہم نے وعدہ کیا ہے۔ ہر جگہ کیا ہے اور ہر اسٹیج سے کیا ہے۔ کوئی اسٹیج ایسی نہیں جس پہ ہم نے وعدہ نہ کیا ہو۔ جب ایک منشور بنایا تو یہ وعدہ نہیں تو اور کیا ہے؟

کچھ بدبخت غریب اور امیر کے نظام میں فرق کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اسلام کا نظام غریب کے لیے بھی ہے امیر کے لیے بھی۔ اسلام شرف انسانی کی مساوات کا درس دیتا ہے۔ فرق کو ختم نہیں کرتا۔ فرق تقویٰ اور پرہیزگاری کو قرار دیتا ہے۔

جو آدمی جس قدر باحیا ہوگا، جس قدر نیک ہوگا اس قدر ہی اس کے درجات بلند ہوں گے۔ ایسی باتیں کرنے والے لوگ یا تو سوشلسٹ ہیں، یا کمیونسٹ۔

ذکر ہو رہا تھا مولانا یوسف بنوری کی وفات کا تو میں یہ کہتا ہوں کہ ایسے وقت میں ان کا اٹھ جانا ہمارے لیے بہت بڑا المیہ ہے۔

جلسہ میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب بھی کیا گیا۔ قرارداد بھی پاس ہوئی اور مولانا کی مغفرت کے لیے دعا بھی ہوئی۔

مولانا کے کارنامے ہمیشہ پائندہ اور تابندہ رہیں گے۔

نور عالم قریشی
ایڈووکیٹ

محبوب عالم دین کی موت ہے۔"
جب ایسا عالم دین مرتا ہے تو ملائکہ روتے ہیں
کہ مولانا کی وفات پر ایک عالم رویا
زمین غم سے بھر گئی۔

صدرِ جلسہ مولانا عبدالشکور دین پوری نے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے دیکھا کہ مولانا منظور احمد نعمانی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی جیسے ممتاز علماء دوزانو بیٹھے ہیں، مولانا اس روانی سے تقریر کرتے کہ تھوڑے وقت میں بہت سی باتیں کہہ جاتے۔ میرے لیے ان کے علم کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔!

پاکستان قومی اتحاد کے نائب صدر جناب نواب زادہ نصراللہ خان جو اس جلسہ میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت رکھتے تھے گویا ہوئے:

کچھ ایسے اُٹھ گئے بزم سے!
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر نہ پاسکو گے

مولانا علماء حق اور جنگ حدیث کے مجاہدوں کے سلسلہ کی آخری کڑی تھے۔ عمر بھر انہوں نے جدوجہد کی، وہ عالم بھی تھے، ادیب بھی تھے، شاعر بھی تھے، ان کی ذہانت، ان کا تقویٰ ہمارے تصورِ خیال سے بھی بلند تھا۔ ختم نبوت کی تحریک میں

گئی۔ ایف۔ ایس۔ ایف جوتوں سمیت مسجد میں گھس گئی مستورات پر فائرنگ کی، طلباء کو مارا گیا، اگر قیادت مخلص نہ ہوتی تو کامیابی بھی نہ ہوتی۔ قوم نے عزیمت اور قربانی کے جذبہ کا مظاہرہ کیا۔ یہ بہت بڑا اعزاز تھا اور اللہ کریم کا بہت بڑا کرم۔!!

اسلامی مشاورتی کونسل میں بھی مولانا کی خدمات یادگار رہیں گی۔ انہوں نے پوری لگن سے، پورے خلوص اور پوری ذمہ داری سے کام کیا یہ کام اتنا آسان نہیں کہ جس طرح سمجھا جا رہا ہے، اقتصادی مسائل ہیں، سود کا مسئلہ ہے۔ ان دقیق مسائل کو موجودہ زمانے کے مطابق حل کرنا ہے۔

ان مسائل میں مولانا کی رہنمائی ازبس ضرورت تھی۔ افسوس کہ وہ ہم میں نہ رہے۔ اللہ قوم کو نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

ملک کی موجودہ صورت حال کی طرف پلٹتے ہوئے نواب زادہ نصراللہ خان نے کہا کہ پاکستان قومی اتحاد کی تحریک بھی ایسی ہی عظیم تحریک تھی، لوگ جذبہ لے کر اٹھے، اسلام کی خاطر متحد ہوئے۔ قربانیاں دیں، خون دیا، بھٹو کو سپر انداز ہونا پڑا۔ مفسد حکومت سے ہمیں نجات مل گئی۔

کھانوں کو لذیذ اور خوشبودار
بنانے کیلیے
عالمی شہرۃ یافتہ
گلفام
قصوری میتھی!
کھلی اور قسم قسم کی پیکنگ میں دستیاب ہے
رابطہ کیلیے
زبیر ٹریڈرز چوک کوٹ عثمان قصور

انسانیت کی صحت گاہیں

جنھوں نے ہندوستان میں فقر و تصوف کی تاریخ پڑھی ہے یا کبھی اس مقصد و ذوق کے ساتھ اس ملک میں سفر کیا ہے، وہ جانتے ہیں کہ جسطرح شیر شاہ سوری نے اپنی تاریخی شاہراہ پر دو رویہ تھوڑے تھوڑے فاصلے سے کارواں سرائیں تعمیر کرائی تھیں، جہاں مسافر قیام کرتے، خوراک، حفاظت اور آرام کی جگہ پاتے اور راہ کی خستگی و ماندگی دور کر کے تازہ دم ہو کر اپنا سفر شروع کرتے، اسی طرح فیاض دل اور فیاض روح درویشوں اور انسانیت کے چارہ سازوں نے زندگی کے تھکے ہارے مسافروں اور مادیت کے تقاضوں اور مطالبوں سے پامال کیے ہوئے انسانوں کے لیے جن کو اپنے دل کی زندگی دم توڑتی اور روح کا شعلہ بجھتا نظر آتا تھا ایسی پناہ گاہیں اور کارواں سرائیں تعمیر کی تھیں، جہاں کچھ دن ٹھہر کر دل کے چراغ کی لو نیا روغن اور روشنی پاتی۔ افسردہ قویٰ میں تازگی اور روح میں جلا پیدا ہوتی، غفلت اور معاصی کا مقابلہ کرنے اور اسلام کے پل صراط پر احتیاط و ثبات کے ساتھ چلنے کا عزم اور قوت پیدا ہوتی۔ قوی الارادہ اور صاحبِ عزیمت لوگوں کی ہمت و قوت دیکھ کر اپنے کمزور ارادہ میں قوت اور اپنی ضعیف و مذبذب طبیعت میں ہمت محسوس ہوتی۔ فرائض کے پابند، سنن و آداب کے پابند بنتے ... غافل ذاکر، نمازوں میں سستی کرنے والے شب بیدار بن جاتے۔ اسباب کے پرستار اور مادیت کے گرفتار جو مستقبل کے خوف اور فقر و فاقہ کے ڈر سے ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتے اور تدبیر و وسائل کو رازق سمجھتے۔ وہ ایک درویش خدامست کے توکل و للّٰہیت کا منظر اور اللہ تعالیٰ کی مسبب الاسبابی کا تماشہ دیکھ کر توکل کے مفہوم سے آشنا اور یقین کی دولت سے بہرہ یاب ہوتے۔

دہلی، نواح دہلی اور دوآبہ میں متعدد ایسی خانقاہیں اور روحانی تربیت کے مرکز تھے جو پوری یکسوئی کے ساتھ اپنے کام میں مشغول تھے۔ دہلی کی شہرہ آفاق خانقاہوں کے دورِ انقلاب کے بعد اخیر دور میں گنگوہ اور تھانہ بھون کے روحانی و تربیتی مرکز مرجع خاص و عام بنے ہوئے تھے۔ پھر جب ان پر بھی دورِ انقلاب آیا اور سنت اللہ کے مطابق رشد و ہدایت کی یہ شمعیں بھی (اپنے مشائخ کی وفات کے بعد) خاموش ہو گئیں تو اس سلسلۂ روحانی کی ایک کڑی رائے پور کی خانقاہ نہ صرف اس نواح بلکہ صوبجات متحدہ سے لے کر پنجاب تک کا روحانی و تربیتی مرکز بن گئی۔ ملک میں بڑے بڑے انقلاب آئے، بڑے بڑے سیاسی طوفان اٹھے، اور آندھیاں چلیں، ملک تقسیم ہوا، لیکن ان تیز و تند ہواؤں میں بھی یہ چراغ جلتا رہا۔ نہ رائے پور میں ذکر اللہ کی سرگرمی میں کوئی فرق آیا اور نہ یہاں کی دعوت اور موضوع میں کوئی تبدیلی ہوئی ...

سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری

(از سید ابوالحسن علی ندوی)

جمعیتہ طلباء اسلام ضلع وہاڑی کے زیر اہتمام بُوریوالہ میں

عظیم الشان یک روزہ

تربیتی کنونشن

۲۹ نومبر بروز منگل منعقد ہو رہا ہے۔ کنونشن کی اہم شخصیتیں:

۱- جناب مولانا زاہد الراشدی
۲- جناب اکرام القادری صاحب
۳- جناب مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی
۴- جناب عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ

قاید طلباء جناب میاں محمد عارف
جناب ندیم اقبال اعوان
جناب سید سلمان گیلانی صاحب، اور
دیگر طالب علم رہنما:

المعلن: راؤ منور احمد خاں کنوینر جمعیتہ طلباء اسلام ضلع وہاڑی

کیلنڈر

"بے نمازی کیلئے حکم" چھپ چکا ہے

آفسٹ پیپر، خوبصورت ڈیزائن اور اعلیٰ طباعت!

قیمت ایک روپیہ، سینکڑہ پر ۳۰ فی صد کمیشن، جلد حاصل کریں۔ تعداد محدود ہے

ناظم دفتر: جمعیتہ طلباء اسلام ۱۴- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

بیادگار شمس الدین شہید

اسلامی نظام تعلیم کا علمبردار

"افکارِ طلبہ"

ہر ماہ اپنی امتیازی خصوصیت کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

فی پرچہ ایک روپیہ سالانہ چندہ دس روپے۔

ادارہ افکارِ طلبہ دفتر جمعیتہ طلباء اسلام اکوڑہ خٹک، پشاور

افکارِ طلباء کا

"بنوری نمبر"

۱۵ دسمبر کو علامہ محمد یوسف بنوری کے سوانح پر مشتمل ایک ضخیم نمبر شائع کر رہا ہے۔ ایجنٹ حضرات مطلوبہ تعداد سے جلد آگاہ فرمائیں۔ (ادارہ)

دفتر افکارِ طلباء، جمعیت طلباء اسلام اکوڑہ خٹک پشاور

 ———— محمد زاہد بلند شہری

بھٹو کے دور کی صنعتیں اور مزدور تحریکیں

"ماضی کا مزدور — بھٹو کی آنکھ کا تارا"

پیپلز پارٹی اور مسٹر بھٹو کی حکومت نے مزدوروں اور محنت کشوں پر جو مظالم روا رکھے اور مزدوروں کے تحصیل حقوق کی تحریکوں کو جن جن بہیمانہ طریقوں سے دبانے کی کوششیں کیں ان کی صحیح تصویر درج ذیل مضمون میں کھینچی گئی ہے۔ پڑھنے کے بعد فیصلہ کیجیے کہ ان مظالم اور تشدد کے بعد آج کا مزدور پھر مسٹر بھٹو کی تائید و حمایت پر آمادہ ہوگا؟

بھٹو کے عوامی دور حکومت میں روا رکھی جانے والی عوام دشمن پالیسیوں نے ملک اور قوم کو جو نقصان پہنچایا اس کی ایک الگ داستان ہے ـ البتہ مزدور کش پالیسی سے متعلق ہم آج آپ کو چند حقیقتوں اور ان کے دور میں چلنے والی مزدور تحریکوں کا صحیح عکس پیش کر رہے ہیں۔ ماضی میں برسر اقتدار پیپلز پارٹی (جیسا کہ نام سے ظاہر ہے عوام کی جماعت) جو مزدور طلباء، دانشوروں اور محنت کشوں کسانوں کی بھرپور حمایت سے مسند اقتدار پہ براجمان ہوئی اور اور اس کے سربراہ مسٹر بھٹو تھے جو بعد میں صدر اور پھر وزیر اعظم کہلائے۔ جس طرح برسر اقتدار آئے اسے بیان کرنے کے لیے ایک ضخیم دفتر چاہیے البتہ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انہوں نے:

۱۔ پی پی پی کے اراکین قومی اسمبلی (۱۹۷۱ء) کی ڈھاکہ میں ہونے والی قومی اسمبلی کے اجلاس سے روکنے کے لیے ٹانگیں توڑنے کی دھمکی دی۔

۲۔ ولی خان سے ملاقات کے دوران قومی اسمبلی کے اجلاس کے بائیکاٹ کا اعلان کیا جبکہ ولی خان اس اعلان پر حیران تھے۔

۳۔ بھٹو کے ایما پر پاکستان کے اخبارات و رسائل میں صوبائی اور لسانی تعصب کو ہوا دی گئی۔

۴۔ بھٹو نے مجیب کے غدار ہونے کے باوجود اس کے ساڑھے پانچ نکات تسلیم کر لیے، اور آدھے نقطے پر تصفیہ باقی رہ گیا۔

۵۔ سلامتی کونسل میں پیش کردہ پولینڈ کی قرارداد جنگ بندی کے ٹکڑے کر کے بنگلہ دیش کے بن جانے کا بالواسطہ اعلان کیا۔

۶۔ قاید اعظم محمد علی جناح کے اپنائے ہوئے نظریے "نظریہ پاکستان" کو مسخ کیا اور قاید اعظم پر دو ریاستوں کے قیام کی آرزو کا الزام لگا دیا

۷۔ ادھر پاکستان ٹوٹ رہا تھا اور اُدھر مسٹر بھٹو جو سلامتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے گئے تھے تین دن تک "نزلہ" میں مبتلا رہے۔

۸۔ اور اپنے دور حکومت میں اردو ڈائجسٹ لاہور، پنجاب پنچ لاہور، ندائے حق لاہور، اذان حق لاہور، لیل و نہار لاہور، روزنامہ عوام، روزنامہ ملت لائل پور، روزنامہ انجام کراچی، مزدور، مہران، لیڈر اخبارات سندھ، فرنٹیئر گارڈین اخبار پشاور، ویکلی تاج میرپور خاص، روزنامہ آزادی کوئٹہ۔ روزنامہ سنگت کوئٹہ، ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ لاہور، چٹان، طاہر زندگی لاہور، روزنامہ ڈان سندھ، روزنامہ شہباز پشاور کے ڈیکلریشن منسوخ کیے سینکڑوں پبلشروں، پرنٹروں، ایڈیٹروں کو گرفتار کر کے جیل میں سائنٹیفک طریقہ سے اذیتیں دی گئیں، متعدد پریسوں کو سیل کر دیا گیا اور یوں آزادی صحافت اور پریس ٹرسٹ توڑنے کے وعدہ کو پورا کیا گیا۔

۹۔ ۹۳ ہزار فوجی اور شہریوں کو مسٹر بھٹو کی ملی بھگت سے ایک طویل عرصہ تک کفار ہند کی رسوا کن قید میں رہنا پڑا۔

۱۰۔ سینکڑوں افراد کی شہادت سے حاصل ہونے والی وادی لیپا کو مسٹر بھٹو نے شملہ معاہدہ میں بھارت کے حوالے کر دیا۔ لیپا وادی جو کہ آزاد کشمیر اور اسلام آباد کے تحفظ کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

۱۱ حالیہ تحریک ۱۹۷۷ء میں تین ماہ تک فوج کو قوم سے ذلیل و رسوا کرایا۔

۱۲ ۔ وانا (جنوبی وزیرستان) سوات، دیر (صوبہ سرحد) خضدار قلات، لس بیلہ، چاغی اور بلوچستان کے دوسرے علاقوں میں فوج سے عوام پہ بے دردی سے ظلم کرایا گیا۔

۱۳۔ عوام کو شیعہ سنی اور اردو سندھی فساد کے لیے ابھارا گیا، سندھ کے لسانی فساد میں ہزاروں بے گناہ افراد قتل ہوئے اور اُن کی جائیداد کا بیچ کر اپنی عمر [illegible]

۱۴۔ قصہ مختصر انہوں نے قاید اعظم محمد علی جناح کے پاکستان کے ۲ ٹکڑے کیے اور "غدارِ پاکستان" شیخ مجیب الرحمن کو ۲۱ توپوں کی سلامی دے کر پاک فوج کو مزید رسوا کیا۔

علاوہ ازیں

مندرجہ بالا کے، اس عوام دوست "عوامی حکومت" کی "مزدور دوست" پالیسی کی صحیح تصویر دیکھنے کے لیے تاریخ کے ان صفحات کو پلٹنا ہوگا جو مزدوروں پر کیے گئے جور و ستم کی حقیقتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان معصوم اور بے سہارا یتیم بچوں کو گلے سے لگانا ہوگا جو مسٹر بھٹو کی مزدوروں سے ذاتی دشمنی کی وجہ سے باپ کی شفقت اور تن پہ کپڑے سے محروم ہیں، ان بیواؤں کے دل ٹٹولنے ہوں گے جو غموں اور اندوہناک واقعات سے چھلنی ہیں۔ ان ماؤں کو ان کے نوجوان سپوت واپس دلانے ہوں گے جو آج تک انصاف کو پکار رہی ہیں، اس زمین کو کریدنا ہوگا جو محنت کشوں کے خون سے سُرخ ہو چکی ہے اور مزدوروں، بے گناہ محنت کشوں کے اس نعرے کو دہرا رہی ہے جو انہوں نے شہادت سے قبل اپنے حق کو حاصل کرنے کے لیے لگایا تھا، اس وقت کے اخبارات اور رسائل کو دیکھنا ہوگا جو شہداء اور زخمی مزدوروں کی تصاویر اور خبروں سے بھرے پڑے ہیں۔ اور ظلم کی صحیح عکاسی کر رہے ہیں۔ تھانوں میں رکھے ہوئے اس ریکارڈ کو دیکھنا ہوگا جو غریب محنت کشوں پر ناجائز مقدمات کی بھرمار کی وجہ سے بھٹو حکومت کی "مزدور دوستی" کی غمازی کر رہا ہے۔ اور آج کا مزدور محنت کش انصاف کے دعویداروں، انصاف کے حق میں لمبی لمبی دھواں دھار تقریر کرنے والوں، دنیا کے انصاف خانوں میں بیٹھ کر انصاف کی بحث کرنے والوں، دنیا کے انصاف کی تعلیم دینے والے بڑے بڑے اداروں سے پکار پکار کر پوچھ رہا ہے کہ کیا انصاف کی کتاب میں ایک شہری کو اس کے آئینی قانونی اور انسانی حقوق سے محروم کرنے کا کوئی جواز ہے؟

بھٹو حکومت ۱۹۷۲ء میں باقاعدہ برسرِ اقتدار آئی، مزدوروں محنت کشوں، غریبوں کسانوں کی بھرپور حمایت مسٹر بھٹو کو مسند اقتدار پر لائی، مزدوروں اور محنت کشوں نے دن رات محنت کر کے پیپلز پارٹی کو پروان چڑھایا، صرف اور صرف اس لیے کہ پیپلز پارٹی اور اس کے چیئرمین نے مزدوروں کے حقوق دلانے کا نعرہ لگایا تھا۔ غریب کو روٹی، کپڑا اور مکان دینے کا وعدہ کیا تھا۔

محنت کشوں کی کوششیں رنگ لائیں اور سقوطِ ڈھاکہ کے بعد بچے کھچے پاکستان کی عنانِ حکومت مسٹر بھٹو نے سنبھالی۔ پیپلز پارٹی کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد مزدوروں اور محنت کشوں نے سکھ کا سانس لیا، مسٹر بھٹو نے ان محنت کشوں سے وعدہ کیا کہ آج کے بعد:

- محنت کشوں سے کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

بھٹو کابینہ کے وزراء نے

مزدوروں میں طبقاتی منافرت

پھیلانے میں

اہم کردار ادا کیا۔!

- ان کے جائز حقوق کو کوئی پائمال نہیں کر سکے گا
- ان کی محنت پہ کوئی ڈاکہ نہیں ڈال سکے گا۔
- کوئی سرمایہ دار مزدور کو ناجائز طریق سے فیکٹری اور مل سے نہیں نکال سکے گا اور اس کا استحصال نہیں کر سکے گا۔

محنت کشوں اور مزدوروں نے مسٹر بھٹو، اور پیپلز پارٹی کے ان رنگین وعدوں کے بعد اس بات کا کامل یقین کر لیا کہ "ہماری بیس سالہ محنت" کا صلہ آج ضرور ملے گا اور محنت کشوں کے خون پسینے کی کمائی چند سرمایہ داروں کی تجوریوں کی زینت نہیں بن سکے گی۔ ایک مرتبہ مزدوروں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور دیگر پی پی قایدین نے یہ بھی کہا کہ:

"مزدور اور محنت کش ان کی آنکھ کا تارا ہیں"

اور پھر وقت کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ "عوامی حکومت" کی مزدور دوستی میں بھی فرق آتا گیا اور پیپلز پارٹی کی حکومت نے مزدوروں کے حقوق اور ان کو ملازمتوں میں تحفظ دینے کی بجائے ان کے مطالبات کو ماننے سے انکار کر دیا، ہر اس مزدور کو جس نے مزدوروں کے حقوق کی بات کی اسے "ملک دشمن" قرار دے کر جیل کی تاریک کوٹھڑیوں میں بند کر دیا گیا۔ سرمایہ داروں اور صنعتکاروں، مل مالکان اور مزدور کا خون پینے والوں نے حکومت کی اس پالیسی کا آگے بڑھ کر خیر مقدم کیا اور مزدوروں کے حقوق کو پائمال کرنے کے لیے حکومت کو مالی طور سے مستحکم کیا، رفتہ رفتہ مسٹر بھٹو کی مزدور دشمنی کا نتیجہ یہ نکلا کہ مل اور فیکٹری مالکان نے مزدوروں کے حقوق کی تحریک دبانے میں ناکامی کے بعد فیکٹریوں اور ملوں میں تالہ بندی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس طرح ہزاروں مزدور بے روزگار ہو گئے اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچے بھوک سے مرنے لگے معصوم زندگیاں دودھ کے بغیر بلک بلک کر رونے لگیں، مگر آمریت پسندوں اور محنت کشوں کی زندگیوں سے کھیلنے والوں کے کان پہ جوں تک نہ رینگی۔ بلکہ ان کا رویہ دن بدن سخت ہوتا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فیکٹریوں اور ملوں میں پیداوار بالکل ختم ہو کر رہ گئی اور ملکی معیشت پر اس کا بہت بُرا اثر پڑا۔ فیکٹریوں اور ملوں کے بند ہونے اور پیداوار میں حیرت انگیز حد تک کمی ہونے کے باعث مہنگائی میں گونا گوں اضافہ ہوتا گیا۔

جب محنت کشوں اور مزدوروں نے یہ دیکھا کہ حکمران اور فیکٹری مالکان ملک کی ریڑھ کی ہڈی صنعت کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور مزدوروں کا استحصال کرنے کے لیے انہوں نے کمر باندھ لی ہے تو ان مزدوروں نے اکثر و بیشتر فیکٹریوں اور ملوں کا انتظام و انصرام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ملوں کے مزدوروں کے ہاتھ میں آنے کا یہ نتیجہ نکلا کہ

پیداوار میں ڈیڑھ گنا اضافہ ہوگیا۔ مل مالکان نے جب ملوں میں پیداوار بڑھتے دیکھی تو انہوں نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ فیکٹریوں کو نقصان پہونچانے کے طرح طرح کے منصوبے بنائے اور اس طرح مزدوروں کو بدنام کرنے کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔

ملاحظہ ہو یکم اپریل مشرق کراچی کے تراشہ کی نقل:

"کراچی ۳۱ مارچ (سٹاف رپورٹر) گھارو کی مدینہ ٹیکسٹائل ملز یونین کے صدر حبات خان نیازی نے آج الزام لگایا کہ مالکان کے اشارے پر ان کے کسی ایجنٹ نے آج مل کے بلوم روم میں مشین کے پٹے کو نقصان پہونچایا، جس کی وجہ سے مل چار گھنٹہ بند رہی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ مزدور گذشتہ پانچ دنوں سے ملز کو اپنی نگرانی میں چلا رہے ہیں، اور ملز کی پیداوار دگنی ہوگئی ہے۔"

مزدوروں کے حقوق کی تحریک اور قوت کو سرمایہ دار اور مزدور کش پالیسیوں کے پروردہ اس طرح بھی ختم نہ کر سکے تو انہوں نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ انہیں لڑوانے کی مذموم حرکتیں شروع کر دیں۔

ملوں میں پہلے سے موجود مزدور انجمنوں کے مقابلے میں سرکاری سرپرستی میں جعلی، مزدور پاکٹ انجمنیں قائم کیں۔ جن کا مقصد فیکٹریوں اور ملوں میں عدم استحکام اور مزدوروں میں نااتفاقی کی فضا کو قائم کرنا تھا۔ حکومت اور مل مالکان کی ان حرکتوں کے باعث آئے دن ملوں اور فیکٹریوں میں باہمی فساد ہونے لگے۔ اس طرح حکومت اور سرمایہ داروں کو مزدوروں کے حقوق کی پامالی اور ان کی آواز کو دبانے میں سہولت ہوگئی۔ ان فسادات میں ہزاروں افراد زخمی ہوگئے۔ اور ہزاروں مزدوروں کو جیل خانوں کی زینت بنایا گیا۔ حکومت کے ایجنٹوں کے ایما پر محنت کشوں اور مزدوروں میں باہمی تصادم ہوا۔ روزنامہ مشرق کراچی ۲۱ اپریل کی شمارہ کے تراشے کی نقل ملاحظہ ہو:

"ٹھٹھہ ۲۰ اپریل (نمائندہ مشرق) یہاں کل انور ٹیکسٹائل ملز دھابیجی میں دو مزدور یونینوں کے درمیان مسلح تصادم ہوگیا۔ جس کے نتیجے میں ۱۰ افراد شدید زخمی ہوگئے۔ زخمیوں میں ایک شخص نور کی حالت نازک بتائی گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق ۱۴ اپریل کو ملز کی دو یونینوں کے درمیان ریفرنڈم ہوا تھا جس میں پیپلز ورکس یونین کو شکست دے دی تھی، اس لیے دونوں یونینوں کے درمیان رنجش پیدا ہوگئی تھی۔ کل دونوں متحارب یونینوں کے کارکن آپس میں الجھ پڑے۔ دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف آزادانہ لاٹھیاں ڈنڈے اور لوہے کی سلاخیں استعمال کیں، اور پتھر برسائے، اس کے نتیجہ میں ۱۰ افراد شدید زخمی ہوگئے۔ جنہیں سول ہسپتال ٹھٹھہ میں داخل کر دیا گیا ہے۔ اس ہنگامے میں مل کی کینٹین تباہ ہوگئی اور ملز کی گاڑیوں کو بھی نقصان پہونچا۔ ہنگامے کی اطلاع ملنے پر مل کے آپریٹو ڈائریکٹر مسٹر سلیم بھی موقع پر پہونچے جن کو مزدوروں نے گھیرے میں لے لیا، یونین نے ہنگامے کرنے کے الزام میں ۱۴ افراد کو دفعہ ۳۰۷، ۳۲۴، ۳۲۵ کے تحت گرفتار کر لیا۔"

ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن کے چیئرمین جناب اے ایچ دادا بھائی نے آج حکومت سے کہا ہے کہ یا تو وہ صنعتی امن قائم کرے یا پھر پارچہ بافی کی ۱۳۰ صنعتوں کو اپنی تحویل میں لے کر خود چلائے۔ انہوں نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ، اگر حکومت نے کوئی قدم نہ اٹھایا تو کارخانوں کو بند کر دینے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہے گا۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ: صنعت کار اپنے کارخانے بند کرنا نہیں چاہتے لیکن حالات جو رُخ اختیار کر رہے ہیں ان کے تحت کارخانوں کو بند کرنا پڑے گا اور اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔

جناب دادا بھائی نے انکشاف کیا کہ: مزدوروں میں نظم و ضبط کے فقدان کی وجہ سے پیداوار

سرمایہ داروں نے مسٹر بھٹو کو ۱۳۰ ملیں بند کرنے کا مشورہ دیا تھا

ان ہی ایجنٹوں کے ذریعہ حکومت نے مزدوروں کے معمولی ہمدرد مل مالکان اور مزدوروں میں نفرت کی دیوار کھڑی کرنے کے لیے جعلی مزدوروں کا سہارا لے کر مل مالکان اور مل انتظامیہ کی سرعام بے عزتی کا سلسلہ شروع کیا۔ اس طرح نہ صرف مل اور فیکٹری مالکان مزدوروں سے کُلّی طور پر بدظن ہوگئے، بلکہ انہوں نے ان فیکٹریوں کو مسلسل خسارے کے باعث فروخت کرنا شروع کر دیا اور مزید سرمایہ کاری سے رک گئے۔ ملاحظہ ہو اس وقت کے آل پاکستان ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایشن کے چیئرمین جناب اے ایچ دادا بھائی کا ۳۱ مئی روزنامہ مشرق میں شائع شدہ بیان کی نقل جس میں انہوں نے ملوں اور فیکٹریوں کی مالی و پیداواری صلاحیت، فیکٹریوں کو فروخت کرنے اور بھٹو کابینہ کے وزراء کے طبقاتی منافرت پھیلانے میں ملوث ہونے کے بارے میں اہم انکشاف کیا ہے۔

کراچی ۲۹ مئی (اپ پ ا) آل پاکستان

میں ۱۵ سے ۲۰ فی صدی تک کمی واقع ہو چکی ہے، اور کراچی کی تقریباً بارہ ٹیکسٹائل کی صنعتوں کو فروخت کرنا پڑ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کارخانہ داروں کے لیے اپنے کارخانوں میں جانا مشکل ہوگیا ہے، کیونکہ نگران اور ٹیکنیکل عملہ کی بے عزتی روزمرہ کا معمول بن گیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک مثال پیش کرتے ہوئے کہا کہ قالین سازی کے ایک مقامی کارخانہ کے مینیجر کو ننگا کر کے سڑکوں پر پھرایا گیا۔ اگر یہ صورتِ حال برقرار رہی تو نگران عملہ کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور اس سے پیداوار کو زبردست نقصان پہونچے گا جس کے نتیجے میں سکے کی قیمت میں کمی کے بعد پیداوار بڑھانے کی جو کوششیں کی جا رہی ہیں وہ ناکام ہو جائیں گی۔ جناب دادا بھائی نے کہا کہ مزدوروں کی بے چینی کی وجہ سے کوئی نیا سرمایہ لگانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح سے پیسے لگائیں جبکہ ہمیں ہر طرف سے گالیاں مل رہی ہیں اور خود وزراء

عوامی دور میں ملوں میں عدم استحکام کے باعث ملک کو ۱۰ کروڑ روپیہ سے زائد کا نقصان پہونچا

آہ۔ حضرتِ بنوری رحمۃ اللہ علیہ

محمد اسلم شیخوپوری متعلم مدرسہ عربیہ اسلامیہ
نیو ٹاؤن کراچی نمبر ۵۔

بجھا چراغ بڑھی تاریکی

مالکِ تقدیر ہر لمحہ بساطِ دنیا پر صحیفۂ حیات کے اوراق الٹ رہا ہے۔ شب کی تاریکی دن کا نور چھین لیتی ہے۔ خزاں چمنستانِ زندگی کے مسکراتے، مہکتے چٹکتے لہکتے پھول اور شاداب و تر و تازہ گلاب مسل دیتی ہے۔ موت آناً فاناً برسوں کے ہمدم و دمساز اور مدتوں کے رفیق و ندیم جدا کر دیتی ہے۔ دستِ مرگ نے حسن و جمال کی مرقع صورتیں خاک و خون میں تڑپائیں اور بے شمار گراں مایہ ہستیاں آنکھوں سے اوجھل کر دیں۔ یہ سلسلہ آغازِ نوئے عالم سے شروع ہوا، اور "اجل معلوم" تک جاری رہے گا۔ اگر غور کیا جائے تو ایسی ایسی ملکوتی تصویریں سامنے آئیں گی جن کا ابدی فراق اور سرمدی جدائی انسانیت کے لیے ناقابلِ برداشت سانحہ ثابت ہوئی اور جن کی مرگِ نہانی نے ایک عالم کو تہ و بالا کر دیا۔ جن کی موت پر بے شمار زندگیاں قربان اور جن کے فانی اجسام خاک ہو کر بھی ابدیت کی مہک دے رہے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے نام مرنے کے بعد زندہ اور جن کے کام فنا ہونے کے بعد بھی روشن رہتے ہیں۔ اسی مقدس کاروان کے ایک فرد مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ تھے جو گذشتہ پیر کو اس کو اُس کو، مجھ کو اور آپ کو ہی نہیں پورے عالمِ اسلام کو داغِ مفارقت دے گئے۔ کس سے کہوں کہ جہالت رہ گئی اور علم دفن ہوگیا، حرص و طمع رہ گئی اور استغنا و زہد تہہِ خاک ہوگیا۔ ان کے اٹھ جانے سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جو شاید کبھی پُر نہ ہو سکے۔ یہ سانحہ ہی ایسا ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ غم کی خندق وسیع اور محرومی کا غم شدید تر ہوتا جاتا ہے۔ حال کے واقعات اور وقتِ موجودہ کا قحط الرجال جس طوفان کی آمد کی نشاندہی کر رہا ہے اس کے پیشِ نظر ایسے اکابر کا اٹھ جانا بلا ر عظمیٰ سے کم نہیں۔ ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور مولانا اطہر علی صاحبؒ (بنگال والے) ہم سے روٹھ گئے اور نہ معلوم کتنے بزرگانِ دین خاموشی سے چلے جا رہے ہیں اور ہمیں ان کے جانے کی خبر تک نہیں ہوتی۔ علم و فضل کے چراغ بجھ رہے ہیں اور جہالت و نادانی کی تاریکی گمبھیر ہوتی جا رہی ہے۔ زہد و قناعت، خلوص و للّٰہیت کے یہ ٹھنڈے سمٹتے جاتے ہیں اور طمع و لالچ ریا دکھاوے کی دھوپ کی تمازت بڑھتی جاتی ہے ۳۰ سال بعد اسلامی قوانین کے نفاذ کا جو حسین خواب شرمندۂ تعبیر ہونے لگا تھا اور جس کے پورے ہونے کی تمنا اور آرزو تڑپ بن کر حضرۃ بنوری کے حساس دل میں موجود رہی۔ وہ اسے پورا ہوتے نہ دیکھ سکے۔ فیا حسرتاہ

خام تمنائیں مایوس دعائیں

ہفتے کی رات کو حضرت کے مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں آیتِ کریمہ کا ختم کر کے آپ کی جلد صحت و عافیت کے لیے گڑگڑا کر دعا مانگی گئی، لیکن یہ خیال کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا کہ کچھ مدت بعد ہم حضرت کے دیدار سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جائیں گے۔ پیر کا دن تھا اور نو بجے کا وقت کہ راولپنڈی سے ایک فون آیا۔ یہ بات تو ہر طالب علم جانتا تھا کہ فون حضرت کے متعلق ہے، لیکن کسی کی قوتِ گویائی اصل بات بتانے کی اجازت نہ دیتی تھی۔ زبانیں گنگ تھیں اور آنکھیں بے نور! ادھر اُدھر کچھ کانا پھوسی اور کھسر پھسر ہونے لگی، لیکن یہ کہہ کر دھڑکتے دلوں اور تڑپتے جذبات کو تسلی دی گئی کہ صحیح خبر معلوم نہیں ہو سکی اور حقیقت کی دریافت کے لیے دوبارہ فون کیا گیا ہے۔ دل سراپا دعا بن کر زبانوں پہ مچلا اے خالقِ کون و سما اور مالکِ موت و حیات! ہماری زندگی کے ٹکڑے حضرت کی زندگی کے ساتھ جوڑ دے اور اے بارِالٰہ خبرِ وصال جھوٹی ثابت ہو۔ مگر کاتبِ زندگی نے وہ ورق ہی پھاڑ دیا جس پر محمد یوسف بنوری تحریر تھا۔ خبر کی تصدیق ہو چکی تھی اور اب یقین کیے بغیر چارہ نہ تھا۔ بات جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ اور فضا دھواں دھار ہوگئی۔ ارض و سما کی اُداسی عیاں تھی اور عمارتوں کی وحشت غیر محتاجِ بیاں، ہر چہرہ سوگوار تھا۔ اور ہر آنکھ اشکبار، کوئی کونے کھدرے میں جا چھپا اور کسی نے رومال سے چہرہ چھپایا۔ کسی نے اوٹ سے فائدہ اٹھایا۔ اور کوئی مجسم بت بن گیا۔ جہاں کھڑا تھا وہاں سے جنبش نہ کر سکا۔ آہ و بکا کی کثرت تھی۔ اور اشکوں کی روانی زوروں پر۔ دبی دبی سسکیاں،

صاف سنائی دیتی تھیں۔ میں نے کم سن بچوں کو مصروف نالہ و بکا پایا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ہم یتیم ہو گئے اور باپ کا ٹھنڈا اطمینان بخش سایہ سر سے اٹھ گیا۔!!

بے تابیاں اور سسکیاں

اطلاع ملی کہ ساڑھے چار بجے راولپنڈی سے لاشِ مبارک کراچی پہونچے گی۔ لوگ جوق در جوق ٹولیوں کی شکل میں مسجد نیوٹاؤن کے احاطے میں جمع ہونے لگے۔ انتظار کی گھڑیاں کوہِ گراں بن گئیں اور صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، ہر آنکھ مشتاقِ دیدار تھی، اور ہر دل عزلیتِ غم! فلائٹ میں تاخیر ہوتی رہی، تا آنکہ نو بجے رات جنازہ نیوٹاؤن جامع مسجد پہونچ گیا۔ عشاق کی بے تابیاں بڑھ گئیں۔ اور آنکھیں سفید لڑیاں پرونے لگیں۔ آہیں اٹھیں اور سسکیاں دلدوز نالے بن گئیں۔ وفورِ جذبات اور فرطِ شوق میں علماء اور عوام جنازے کی طرف بھاگے اور چارپائی کو ادھر سے ادھر منتقل کرنا مشکل بلکہ ناممکن نظر آنے لگا، نماز ختم ہوئی اور چارپائی مسجد کی دائیں جانب لائی گئی۔ جہاں سفرِ آخرت کی پہلی منزل تعمیر کی گئی تھی لوگ اس قدر بے تاب ہو گئے کہ قریب تھا لوگ جنازے پر چڑھ دوڑتے اور چارپائی ٹوٹ پھوٹ جاتی۔ اور پھر آخری فرض کی ادائیگی کی جانے لگی۔ اس کے ساتھ ہی علم و فضل کا آفتاب اور زہد و تقویٰ کا ماہتاب مٹی کے ڈھیر تلے غروب ہو گیا، عرفان کا قلزم تھم گیا اور ہدایت و ارشاد کا کوکب زریں ڈوب گیا اور شفقت و محبت کا سکون افزا سایہ سمٹ گیا۔ چیخیں بلند ہوئیں اور نالوں کی دنیا آباد ہو گئی۔ نالہ و بکا اور نوحہ و ماتم سے زمین کانپ اٹھی اور آسمان تھرا گیا۔ آنکھیں پتھرا گئیں، اور دل دہل گئے۔ قمر و کوکب، شجر و حجر، گل و لالہ و نسترن ہر چیز اداس نظر آنے لگی۔ دل جب اداس ہو تو ہر چیز پر اداسی کی چھاپ نظر آتی ہے۔!!

اندازِ تدریس
شانِ زکاوت

حضرت بنوریؒ تقریباً ۴۵ سال قبل علم و دین کے مطلع تدریس پر آفتاب بن کر چمکے اور دلوں کے تاریک گوشوں کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابانیوں سے منور کرتے رہے انہوں نے قرآن و حدیث کے مخفی نکات اور رموز و اسرار کو کھولا اور تشنگانِ علم نے اس دجلۂ علم پر آ آ کر پیاس بجھائی۔ عقلی دلائل اور نقلی براہین ان کی لسانِ حق گو پر کسی آبشار کی طرح جاری ہوتے۔ وہ بے تکان بولتے چلے جاتے، اور کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان کے ساتھ قرآن و حدیث فقہ و تفسیر نحو و صرف اور فلسفہ و منطق کے قدیم و جدید ذخیرہ کے حوالوں سے اپنے مدعیٰ کو ثابت کر دیتے۔ کبھی اکابر کی تاویلوں اور عقلی دلائل کا حوالہ دیتے اور کبھی اسلاف کی علمی موشگافیوں اور ان کے بیان کردہ نکات اور رموز کا تذکرہ کرتے۔ بلا کا حافظہ تھا اور تعجب انگیز زکاوت! اگر کبھی طبیعت موزوں ہوتی تو زمانہ طفولیت کی خواندہ کتب کا تذکرہ کرتے۔ اور ان کے مقدمات و خطبات کی عربی عبارتیں تک سنا دیتے۔ یوں محسوس ہوتا کہ ان کے ذہن میں کتاب کا خاکہ اور مضمون نہیں نفس کتاب موجود ہے جسے وہ پڑھتے چلے جاتے ہیں۔! چمنستانِ نبویؐ کے عندلیبِ خوشنوا اور مرحوم شاعر مولانا عبدالمنان دہلویؒ نے ایک موقع پر (جبکہ بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقدہ ۱۳۸۷ھ کے غیر ملکی مندوبین بھی موجود تھے) اپنے عربی قصیدہ میں جن شاندار الفاظ میں حضرت کے اندازِ تدریس، تبحرِ علمی، علم و فضل، فصاحت و بلاغت ملکۂ افہام و تفہیم اور صورت و سیرت کو خراجِ تحسین پیش کیا تھا وہ میرے مذکورہ دعوے کا نہ صرف ثبوت موید ہیں۔ ان کے چند اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"اس (مدرسہ) کے بانی ہمارے خوبرو یوسف ہیں جو سادات کی شکل و شمائل میں نظر آتے ہیں، علم و فضل اور کمالات میں مجھے اس کی مثل دکھاؤ انہیں دورانِ تدریس اگر دیکھو تو اچھلتا ہوا سمندر پاؤ گے، محب، مخلص خندہ رُو، شیریں گفتار، یکتائے روزگار، نخبۂ زماں، بے مثل ادیب، خفیف رُوح، ہنس مکھ، مسکراتے ہوئے ملاقات کرتے ہیں۔ اہل زیغ کو دندان شکن اور مسکت جواب دیتے ہیں اپنی بصیرت سے عبارت و معانی کی گتھیاں سلجھاتے ہیں۔ کمالِ تحقیق و تدقیق اور تنقیحِ روایات سے۔ اشکالات کی وضاحت کے دوران افکار کمالِ فہم ظاہر ہوتا ہے۔ تدریسی دقائق میں انکی مہارت مسلم ہے۔ حلِ مشکلات میں اپنے استاد کے صحیح جانشین ہیں۔" (بینات محرم ۱۳۸۸ھ)

ناموسِ رسالت
تحفظِ ختمِ نبوتؐ!

وہ شجرِ خبیثہ جسے قیامِ پاکستان سے قبل عیار انگریز نے اپنی مطلب برآری کے لیے مرزائیت کے نام سے بویا تھا جس کا واضح مقصد مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا۔ ان کو ہر اعتبار سے کمزور تر کرنا اور ان کے دلوں سے رُوحِ جہاد اور محبتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنا تھا، بدقسمتی سے اسے پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد پاکستانی حکمرانوں کی حمایت حاصل رہی اور اس کی زہر آلود شاخیں پھیلتی چلی گئیں۔ عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے جیلیں کاٹیں، تکلیفیں سہیں، مصائب برداشت کیے، ضربیں اٹھائیں خون بہایا، گردنیں کٹوائیں، سینے گولیوں سے چھلنی کروائے، لیکن پاکستان کے مغرب زدہ حکمرانوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے چوتھے امیر مولانا لال حسین اختر کی وفات کے بعد حضرت بنوریؒ کو مجلس کا امیر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۷۳ء میں قادیانی ٹولہ کے خلاف تحریک چلی، اگرچہ امتِ مسلمہ

کا ہر مکتبۂ فکر دل و جان سے تحریک کے ساتھ تھا لیکن امیرِ کارواں حضرت بنوری ہی تھے۔ انہوں نے تحریک کی کامیابی کے لیے شب و روز ایک کر دیا حوادث نے راستہ روکا، صرصر کاوٹ بنی، سموم نے تھپیڑے لگائے، طوفانوں نے سدِ راہ بننے کی کوشش کی، گولیاں چلیں اور جیلوں کے دروازے وا ہوئے، مگر وہ اپنے مقصد پر پہاڑ کی طرح جمے رہے۔ مدلل اور مفصل تقریروں سے عوام کو جگایا اور شعلہ بار قلم سے حکومت کو متنبہ اور قادیانی بزرجمہروں کو سرِدار کیا۔

ذیل کا اقتباس میرے دعویٰ کا اٹل ثبوت ہے:

"ہم اپنی حکومت سے بھی گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ چھبیس سال تک پاکستان مرزائیت نوازی کی سرکاری مہم جاری رہی۔ انہیں مسلمانوں کے حقوق دیے گئے اور ان کو مصنوعی طور پر مسلمان بنانے کی کوشش کی گئی، لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ انہیں اندرون و بیرونِ ملک سازشوں کا موقع ملتا رہا، مگر اب صورتِ حال تبدیل ہو جانی چاہیے۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں:

"یہاں ہم یہ شکایت بھی اربابِ اقتدار کے نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ ایک طرف تو یہ حالت کہ جب مسلمانوں کی جانب سے قادیانیوں کا ذرا بھی تعاقب کیا جائے تو فوراً امنِ عامہ کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ فرقہ واریت کا جن بوتل سے باہر نکل آتا ہے اور قانون اپنے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے بڑی تیزی سے حرکت میں آجاتا ہے۔ زبانیں بند اور جلسہ جلوس اور اجتماع پر پابندی۔ اور دوسری طرف مرزائی ہیں کہ کھلے بندوں گلی اور گھر گھر وہ "مسیح موعود" کا پرچار کر رہے ہیں اور یہاں تک جرأت کہ مسلمانوں کی مسجدوں اور دینی اداروں میں جاکر بڑے معصومانہ انداز سے مرزا آنجہانی کی رسالت و نبوت کی تشریح کرتے ہیں۔ ہم صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ یہ صورتِ حال مسلمانوں کے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔ مرزا آنجہانی کے ہفوات و ہزیانات کے تیروں سے مسلمانوں کے سینے چھلنی ہو چکے ہیں۔ وہ اس ملک پاکستان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غداروں کی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ انہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاجِ ختمِ نبوت پر ہاتھ ڈالنے کی اشتعال دلانے سے روکا جائے اور ان کی تحریکِ ارتداد پر پابندی عاید کی جائے اور اگر اصرار ہو کہ مرزائی ملتِ اسلامیہ کا ایک حصہ ہیں تو ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ واقعۃً یہ امت کا ایک ایسا گلا سڑا حصہ ہے جسے جسمِ امت سے الگ کر دینا ہی اس کا صحیح علاج ہے ورنہ اس ناسور کا زہر ملتِ اسلامیہ کے پورے دھڑ میں سرایت کر جائے گا اور اس کا نتیجہ موت اور تباہی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔"

"بینات"

(رجب، شعبان ۱۳۹۳ھ)

دردِ دل
اور جہادِ قلم

مسلمانوں کی زبوں حالی عالمِ اسلام کی [illegible]

دنیائے اسلام کی غربت و کس مپرسی اور مسلمانوں کی بے اعتنائی اور لاپرواہی مولانا کو کروٹ چین نہ لینے دیتی تھی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ وہ خطہ جسے اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا آج وہاں اسلام کے لیے کوئی جگہ نہیں، بلکہ نت نئے فتنوں اور غلط لٹریچر، جا و بے جا تحریفات و تاویلات کے ذریعہ اسلام کے باقی ماندہ آثار کو مٹانے کی جہد و سعی اور کوشش و کاوش کی جا رہی ہے، فحاشی و عریانی کا سیلاب بڑھتا چلا آرہا ہے اور مغرب کی نقالی کا شوق جنون بن چکا ہے۔ حضرت کا حساس دل صورتِ حال کی نزاکت سے تڑپ اٹھا، اور انہوں نے تدریس و تبلیغ اور تعلیم و افتاء کے ساتھ قلمی جہاد بھی شروع کر دیا، اور اپنے قلمِ خارا شگاف سے باطل کو للکارا اور حکومتِ وقت کو اس کی غفلت و بد اندیشی پر متنبہ کیا!

حضرت نے 'بینات' کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا جو کہ قریباً ۱۵ سال سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ میں نے بینات کی پرانی فائلوں کا مطالعہ کیا تو مجھے ان میں پرسوز تحریریں ملیں جن کا حرف حرف یقیناً دل کی سچی تڑپ، روح کی بے تابی اور احساس کی شدت تھی۔

مسلمانوں کی زبوں حالی اور اس کی کس مپرسی کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

"آیئے اور اسلام کی غربت پر نظر ڈالیے اس وقت تمام اسلام کا مدار صرف زبان پر ہے۔ زبان سے بے شک اسلام اور مسلمانوں کا نام لیا جاتا ہے لیکن نہ عقیدہ اسلام کا نہ عمل مسلمانوں کا، نہ صورت مسلمانوں کی نہ سیرت اسلام کی۔ نام "اسلامی حکومت" اور "المملکۃ الاسلامیۃ" اور قانون ہے رومن لا، یا کمیونزم یا سوشلزم۔ نام ہے اسلام کا عمل ہے نیشنلزم کا، شراب خانے آباد ہیں، جوئے اور قمار کے اڈے عروج پر ہیں، رقص و سرور کی محفلیں سرگرم ہیں۔ مرد و زن کے روح فرسا نیم عریاں مناظر قدم قدم پر سامنے ہیں **شراب نوشی کے اشتہارات** سنیما اور تھیٹروں کے اشتہارات ہیں اخبارات، دیواریں، بورڈ ان اشتہارات سے اٹے پڑے ہیں۔ سگریٹ یا سگار منہ میں ہے ننگا سر ہے یا سر پہ ہیٹ لگا ہے، گردن میں ٹائی بندھی ہے

جو در حقیقت عیسائیت کا امتیازی نشان اور صلیب کی علامت ہے، ہیں کون؟ مسلمان!

اس پر فریب صورت حال (یعنی سب کچھ اسلام کے نام پر کیا جاتا ہے اسلم) اور ان شیطانی وطاغوتی کارناموں نے پردہ پوش عورتوں کو شریف زادیوں کو پابند شرم وحیا لڑکیوں کو بھی زاویہ عفت وعصمت سے نکال کر فسق و فجور کے ان حیاسوز مرکزوں میں پہونچا دیا ہے۔ فیا غربت الاسلام — قرآن وحدیث اور فقہ اسلام کی دھجیاں [illegible] اڑائی جاتی ہیں، ہر کافرانہ عقیدے کے اظہار اور اشاعت پر آزادی ہے جس کو جو چاہے کافر بنا دے جس کو چاہے مرتد بنا دے کوئی پرسان حال نہیں، کوئی جرم نہیں۔ سادہ لوح مسلمان اور عیسائی مشنریاں بھیڑیوں میں بھیڑ بکریوں کو کھلا چھوڑ دیا گیا جو چاہے کریں، نہ اسلامی حمیت ہے، نہ اسلامی غیرت ہے۔ سب سے بڑی صدمے کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ آہ "دین اسلام" سر سے پیر تک غریب ہی غریب ہے کسمپرسی کی حالت میں کراہ رہا ہے۔ نہ کوئی تیماردار ہے نہ کوئی غم خوار، اگر کوئی صحابی زندہ ہو جائے اور ہمارے اسلامی ملکوں کا یہ نقشہ دیکھے کیا وہ باور کر سکے گا کہ یہ اسلامی مملکت ہے اور یہ اس کے مسلمان باشندے ہیں۔؟ (جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ)

ثمر آور پودا!
شیریں قلزم!

آج جس مقام پر مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی سربفلک عمارتیں، صاف شفاف کمرے، کشادہ درس گاہیں وسیع دالان، عظیم کتب خانہ، فراخ باورچی خانہ پرشکوہ مسجد اور ہنستا مسکراتا چمن ہے۔ وہاں ۲۳ سال قبل ایک پرُ وحشت، غیر آباد اور ناہموار میدان تھا اور کسی کے خیال میں بھی نہ تھا کہ ایک دن یہاں کسی صاحب نظر کی توجہ سے ایسا چمنستان علم نشوونما پائے گا جس کی بوئے دلنواز سے ہزاروں مسلمانوں کا مشام جاں معطر ہوگا۔ ۲۳ سال قبل جب حضرت بنوری یہاں خیمہ زن ہوئے تو غسل اور قضائے حاجت تک کیلئے کوئی محفوظ جگہ نہ تھی، غسل کے لیے دُور دراز جانا پڑتا تھا۔ ایک موقع پر اس وقت کی غربت کے متعلق خود ہی فرمایا کہ پہلے دن چائے پکانے کے لیے ہمارے پاس شکر بھی نہ تھی، افلاس و تنگ دستی کا یہ عالم کہ پیاری لخت جگر کی دلدوز اور [illegible] بیماری [illegible] اس لیے شدت اختیار [illegible] معالج کو دینے کے لیے پیسے نہ [illegible] کر لی لمبی [illegible] تھے۔

مصائب شدید تھے اور حوادث بے پناہ لیکن ان کے پائے استقلال میں جنبش تک نہ ہوئی اور ان کی جبین نیاز اور دست حق پرست سوال کی نکبت و ذلت سے نا آشنا رہا۔ وہ اپنے مقصد پر بڑی مضبوطی سے جمے رہے اور بالآخر نالہ نیم شبی اور دعائے سحرگاہی کی بدولت انہوں نے اپنی منزل کو پا لیا۔ مدرسہ نے شب و روز ترقی کی اور دریافت شدہ دنیا کے آخری کونے سے بھی تشنگان علم علمی پیاس بجھانے کے لیے اس قلزم علم و عرفان پر آ جمع ہوئے۔ اس وقت مدرسہ میں امریکہ، فرانس، برطانیہ، ہالینڈ، نیوزی لینڈ، انڈونیشیا، سیلون، بنگال، آسٹریلیا، ملائشیا، سعودی عرب، لیبیا، موزمبیق اور دیگر افریقی ممالک کے تقریباً ڈیڑھ سو طلباء زیر تعلیم ہیں (پاکستانی طلباء کی تعداد اس کے علاوہ ہے) اور تقریباً ۹ سو غیر ملکی طلباء فارغ التحصیل ہونے کے بعد مختلف ممالک میں دین کی اشاعت اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔

جودتِ طبع
پروازِ تخیل

حضرت بنوریؒ، فقیہ، مفسر، محدث، محقق اور منطقی عالم ہونے کے ساتھ ساتھ عربی کے ایک صاحب طرز ادیب اور بلند پایہ شاعر بھی تھے ان کی شاعری کا محور مناجات خداوندی، عظمت کبریائی، مدح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور استاذ مرحوم (مولانا انور شاہ کشمیریؒ) کی مرثیہ گوئی تھا۔ نمونے کے طور پر آپ کے قصیدہ مناجاتیہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

۱۔ الٰهي ان آثامي حوتني
وضلّت منه بي وبكاهداها

الٰہی میرے گناہ مجھ پر چاروں طرف سے محیط ہیں، مجھ سے راستے گم اور ان کے نشان اوجھل ہو گئے ہیں۔

۲۔ فجهد النفس في نشر الأماني
وتضييع الشباب في هواها

نفس کی تمام جدوجہد آرزوؤں کا جال پھیلانے میں مصروف ہے اور جوانی ان کی خواہش میں ضائع ہو رہی ہے۔

۳۔ فان كان العباد بحار ذنب
فبحر العفو منك قد طواها

اگر بندے گناہوں کے سمندر ہیں تو تیری عنایت کا سمندر ان کے پاٹنے کیلیے کافی ہے۔!

۴۔ وان كان العبيد في سقام
فعندك يا الٰهي من دواها

اور اگر بندے مختلف امراض میں گرفتار رہیں تو تو تیری عنایت کا سمندر ان کے پاٹنے کے لیے کافی ہے۔ (رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ میں لکھا)

جذبۂ تبلیغ
صعوبتِ سفر

حضرت بنوریؒ ان علماء میں سے تھے جو اپنے علم کو اپنے تک ہی محدود نہیں رکھتے بلکہ دوسروں کے مشام جان کو بھی اس سے معطر کرتے ہیں اور ابر کرم کی طرح خشک اور سنگلاخ میدانوں پر خود جا کر برستے ہیں، ہمارے حضرت "تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر" کی علمی تصویر تھے۔ انہوں نے تبلیغی فریضہ کی انجام دہی کے لیے پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے علاوہ

مغربی ممالک کے سفر بھی کیے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

نٹال، نیروبی، عدن، جوہنسبرگ، موزمبیق لورنس مارکس، اندلس، قرطبہ غرناطہ، لندن، انگلستان کے شہروں ڈلوت بٹری، والسال، باٹلی، برمنگھم، ڈارسٹی مانچسٹر، بریڈفورڈ، لوٹس شفیلڈ اور پیرس، سوئٹزرلینڈ، ترکی وغیرہ۔

ان مختلف اسفار میں بیشمار غیر مسلم حضرات کے ہاتھوں دولتِ اسلام سے مالا مال ہوئے۔

ولادت و تعلیم

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی وفات کے وقت عمر ۱۷ سال ۴ ماہ تھی۔ آپ ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں قریہ بنور (پشاور) میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کابل اور پشاور میں ممتاز علماء سے حاصل کی۔ ۱۳۴۵ھ سے ۱۳۴۷ھ تک دارالعلوم دیوبند میں تعلیم مکمل کی، مادر علمی دیوبند میں شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے دارالعلوم دیوبند سے الگ ہوکر ڈابھیل (سورت) میں جامعہ اسلامیہ قائم کیا تو مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو اس کا صدر مدرس اور شیخ الحدیث مقرر کیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد جب حضرت عثمانیؒ نے ٹنڈو الہ یار میں دارالعلوم اسلامیہ قائم کیا تو حضرت بنوری کو وہاں بھی شیخ الحدیث کے عہدہ پہ فائز کیا گیا۔ بعد میں قسمت انہیں کراچی لے آئی اور یہاں نیو ٹاؤن کی جامع مسجد کے پڑوس میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے نام سے دینی تعلیم کا ادارہ قائم کیا جو ۲۳ سال سے خاموشی کے ساتھ دین کی خدمت اور اشاعت میں معروف ہے۔

بقیہ۔ بھٹو کے دور کی صنعتیں اور مزدور تحریکیں!

طبقاتی منافرت پھیلا رہے ہے۔ مزدوروں کی بے چینی کے سبب ملک کو زرمبادلہ کی سابق شرح کے مطابق دس کروڑ روپیہ سے زاید کا نقصان پہونچ چکا ہے!

کیونکہ ۱۹۷۲ء کے آخر تک ہم نے ۷۵ کروڑ کی بجائے ۸۵ کروڑ گانٹھیں برآمد کیں۔ انہوں نے کہا کہ مزدوروں میں بے چینی کا اصل سبب یہ ہے کہ حکومت اپنے قوانین پر قائم نہیں ہے۔"

مزدوروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والوں اور سرمایہ داروں نے بھٹو حکومت کو متعدد حیلوں بہانوں سے ۱۳۰ ملوں کے بند کرنے کا مشورہ دیا بصورت دیگر وہ خود ان تمام ملوں کو بند کردیں گے۔

سرمایہ داروں کی اس دھمکی کا اصل مقصد حکومت پر دباؤ ڈالنا تھا تاکہ وہ مجبور ہوکر مزدور تحریک پہ مزید پابندیاں عاید کردے اور غیر قانونی تالہ بندیوں سے چشم پوشی کرے تاکہ ملوں کی انتظامیہ کو دہشت گردی جاری رکھنے کی کھلی چھٹی مل جائے ان صنعت کاروں اور سرمایہ داروں نے اسٹیٹ بنک بلڈنگ میں منعقد ہونے والے اجلاس میں صدر مملکت کو یہ تجویز پیش کی کہ ۳۰، ۳۵ مزدور رہنماؤں کو گرفتار کرلیا جائے تاکہ مزدور تحریک کو دبانے میں آسانی ہو۔

جاری ہے:





مدرسہ اسلامیہ تعلیم القرآن محلہ عظیم آباد اوکاڑہ

بیادگار: حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب، رحمۃ اللہ علیہ

آج کے اس پُرفتن دور میں جب کہ ہر طرف سے الحاد و بے دینی کے طوفان امڈ آتے ہیں مدارس عربیہ دینِ متین کے قلعے ہیں اور انہی دینی مدارس اور مکاتب ہی کے ذریعہ سے دینی تعلیم دلوں میں اُتر جاتی ہے اور نور ایمان کی بنیاد بنتی ہے اس مقصد کے پیش نظر مدرسہ ہٰذا کی بنیاد ڈالی گئی ہے اور محض اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر یہ کام شروع کیا گیا ہے۔ مدرسہ کے لیے تین پلاٹس پر مشتمل جگہ پر چند کمرے تعمیر ہوچکے ہیں مدرسے سے ملحق **مسجد کی تعمیر** بھی شروع ہے۔ مخیر حضرات توجہ فرمائیں مدرسہ میں **۶۰** بچے، بچیاں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کر رہے ہے، مدرسہ اور مسجد کو علاقہ کی عظیم درس گاہ اور مسجد بنانیکے کا پروگرام ہے

مخیر حضرات صدقات زکوٰۃ عطیات اور چرمہائے قربانی سے مدرسہ کی اعانت فرمائیں

الداعی الی الخیر: قاری محمد ابراہیم بانی و مہتمم مدرسہ اسلامیہ تعلیم القرآن محلہ عظیم آباد، اوکاڑہ

امام انور شاہ کشمیریؒ کے جانشین



مولانا محمد یوسف بنوریؒ

مولانا سمیع الحق، ایڈیٹر ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک

آہ! ۳ ذی قعدہ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء صبح ۵ بجے جبکہ سپیدۂ سحر آفتاب عالمتاب کے طلوع کا مژدہ سنانے لگا تھا، دنیائے علم و ارشاد کا آفتاب و ماہتاب پون صدی کی تابناکی اور درخشانی کے بعد یکایک غروب ہوگیا اور علم و دین کے ایوانوں میں اندھیرا چھا گیا۔ یعنی حامل علوم نبوت ماحی الحاد و بدعت یادگارِ سلف محدثِ جلیل، محقق یگانہ، ادیب اریب، فاضل بے بدل، جانشینِ امام انور شاہ کشمیریؒ علامہ مولانا سید محمد یوسف جان البنوری البشاوری قدس سرہٗ واصل بحق ہوگئے۔ البقاء للہ وحدہٗ۔ اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون، فالوزنۃ کلّ الوزنیۃ، وہ شمع جو عمر بھر دین کے لیے اور ملتِ اسلامیہ کے لیے جل رہی تھی اور امتدادِ زمانہ کے ساتھ اس کی لَو میں اس کے سوز و تڑپ اور اس کی روشنی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا تھا، یکایک بجھ گئی۔ ع

اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے،

اور اب علم و تحقیق کا عالم اجڑا اجڑا سا ہے، دعوتِ حق اور دفاعِ دین کی رزم گاہوں میں سکوتِ مرگ سا طاری ہوگیا ہے۔

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں
بڑے چراغ جلاؤ گے روشنی کے لیے

جمعہ کی شام کو قائدِ ملت مولانا مفتی محمود صاحب مجمع البحوث الاسلامیہ قاہرہ کے اجلاس میں شرکت کرنے مصر جا رہے تھے ادھر مولانا بنوریؒ مرحوم اور مولانا محمد تقی عثمانی صاحب وغیرہ اسلامی مشاورتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کرنے اسلام آباد تشریف لائے تھے مفتی صاحب کو راولپنڈی ایئرپورٹ پر الوداع کہنے کے بعد احقر اسلام آباد گیا۔ مولانا بنوری گورنمنٹ ہاسٹل کمرہ نمبر ۳ میں مقیم تھے اور دیگر حضرات و احباب دیگر کمروں میں۔ رات مولانا کونسل کی میٹنگ سے ساڑھے نو بجے پہنچے۔ رات میں تقی صاحب کے ساتھ رہا۔ ہفتہ کی صبح ۸ بجے ہم دونوں مولانا کے کمرے میں گئے تو معلوم ہوا کہ غسل خانہ میں اچانک دھچکا سا لگا ہے، گلا کچھ سا گیا اور اب معائنہ کے لیے پولی کلینک اسلام آباد تشریف لے گئے ہیں۔ گیارہ بجے آپ واپس تشریف لائے۔ میں اور تقی صاحب نے گاڑی سے سہارا دیا۔ مولانا کے صاحبزادے محمد بنوری سلمہٗ بھی ساتھ تھے۔ ہم تینوں انہیں کمرے میں لے گئے۔ خوب بات چیت فرماتے رہے۔ ہم سب نے اصرار کیا کہ اب مکمل آرام فرما دیں اور بستر پر دراز ہوجائیں۔ فرمایا نہیں کوئی خاص بات نہیں۔ ہنسی خوشی ہم کمرہ سے نکل آئے۔ ساڑھے بارہ بجے یکایک مولانا پر دوبارہ اٹیک ہوا۔ جسم مبارک پسینہ سے شرابور، رنگ بالکل پیلا پڑ گیا۔ استغفر اللہ استغفر اللہ کا ورد فرماتے رہے اور فرماتے کہ اس دفعہ بالکل نئی کیفیت محسوس ہو رہی ہے۔ جسٹس افضل چیمہ صاحب چیئرمین مشاورتی کونسل بھی موجود تھے۔ سی۔ ایم۔ ایچ پہنچانے کا پروگرام بنا۔ ایمبولنس آنے میں کافی دیر لگی اور چار بجکر ۲۰ منٹ پر آپ سی ایم ایچ کے آفیسرز وارڈ کے ایمرجنسی روم میں داخل کیے گئے۔ وہاں پہنچ کر طبیعت کافی بحال ہوگئی اور سب لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ دوسرے دن اور پیر کی شب کو آپ وہیں زیرِ علاج رہے۔ وفات کی شب رات نو بجے ان کے صاحبزادے برادرم محمد صاحب ملنے گئے تو کسی ڈاکٹر نے مولانا کو اٹھنے بیٹھنے کے بارے میں احتیاط کی تلقین کی تو محمد صاحب کی روایت ہے کہ مولانا مرحوم نے انہیں کہا کہ ..... "اب کبھی نہیں اٹھوں گا"! .....

پیر کی صبح ۵ بجے کے لگ بھگ واصلِ بحق ہوئے۔

وفات اپنے اندر شانِ ابوذری لیے ہوئے تھی۔ ایسی حالت میں کہ ملت کا یہ غم گسار ملت کے درد و غم کے سلسلہ میں حالت سفر میں تھے اور وفات کے وقت بستر کے قریب کوئی عزیز بھی نہیں تھا اس لیے کہ ہسپتال کی طرف سے کسی کو ساتھ رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ آخری لمحات کیسے گذرے، کیا کیا کیفیات اور تاثرات رہے، اس کا مشاہدہ کرنے والا کوئی نہ تھا۔

اور پھر یہ امر بے حد افسوس و حسرت کا باعث ہے کہ ہسپتال کی طرف سے کسی عزیز کو اطلاع نہیں دی گئی۔ پہلی اطلاع کئی گھنٹے بعد جنرل ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو دی گئی۔ ان کی توسط سے چیئرمین اسلامی کونسل کو اور اس کے بعد عزیز و اقارب کو۔ ہم لوگ اکوڑہ خٹک آگئے تھے۔ ایسے اطلاع آئی تو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ دارالاسلام کے اساتذہ اور طلبا کی ایک بڑی تعداد راولپنڈی کی جانب روانہ ہوگئی۔ ۷ بجے ہم راولپنڈی پہنچے۔ برادرم عزیز قاری سعید الرحمان صاحب کی تنظیم میں ان کی اقامت گاہ

جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ میں مولانا کی تجہیز و تکفین ہو چکی تھی۔ مولانا کا جسد اطہر ایک کمرے میں برف کی سلوں کے ساتھ رکھا گیا تھا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ' جو مریض و نحیف ہونے کے ساتھ اس صدمہ سے نڈھال تھے سیدھے مولانا کے پاس پہنچے۔ پیشانی مبارک کو چوما، دیر تک کھڑے رہے اور مولانا سے مخاطب ہو کر فرمایا' کہ اے دین کے خادم اور ملت کے غم گسار تجھ پر خدا کی کروڑوں رحمتیں ہوں۔ اے اللہ اس ذات کو جو قرآن و سنت کا حامل اور خادم رہا اپنی قرب و رضا سے مالامال فرما۔

مولانا مرحوم کا چہرہ عجیب پر سکون تھا' جیسے آسودہ خواب ہوں۔ چہرۂ انور کا حسن سفید کفن میں اور بھی نکھر گیا تھا۔ ۳ بجے ظہر نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ' نے پڑھائی۔ علماء و مشائخ' زعماء و مشاہیر اور عامۃ المسلمین کی ایک بہت بڑی تعداد نے شمولیت کی۔ اس سے قبل حضرت شیخ الحدیث صاحب نے ۱۵ منٹ تک حضرت مولانا مرحوم کے کمالات علمی اور خدمات دینی پر تقریر فرمائی۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کا تابوت ایئر پورٹ لے جایا گیا اور ٹھیک ۵ بجے جہاز علم و معرفت کے اس گنج گرانمایہ کو لے کر کراچی روانہ ہوا اور کراچی میں رات ۹ بجے آپ کو اپنے قائم کردہ مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن میں سپرد خاک کیا گیا۔ یہاں دوبارہ نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ جس میں مولانا کے عشاق اور عقیدتمندوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

حضرت مولانا بنوری کے وصال سے علم و فضل کی دنیا میں کتنا خلا پیدا ہو گیا ہے؟ اس کی وسعت اور گہرائیوں کا صحیح اندازہ ہم جیسے بے مایہ گان علم و فہم کر ہی نہیں سکتے۔ مگر مولانا کے طویل و عریض خدمات دینی اور کمالات علمی پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے والا بھی اس حادثہ کی وجہ سے غم و اندوہ کی گہرائیوں میں ڈوبے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مولانا کی ذات جامع صفات تھی۔ اس ہمہ گیر شخصیت میں امام کشمیری کی صفات کی جھلک نمایاں تھی۔ اپنے استاذ کا رنگ لیے ہوئے تھے۔ علمی تبحر' وسعت معلومات' غضب کا حافظہ' ادب عربی اور علوم ادبیہ میں مکمل دسترس اور اعلیٰ ذوق عربی کے ایسے ادیب اور مصنف کہ گنے چنے افراد میں شمار ہوتے تھے۔ عربی نثر نگاری میں قدیم اور جدید دونوں اسلوبوں پر گرفت تھی۔ عربی شعر و شاعری کا ایسا ملکہ کہ قریبی احباب سے ذاتی خط و کتابت بھی عربی نظم میں فرماتے۔ کتابوں کا ایک ایسا عمدہ ذوق اور ایسی تشنگی کہ آخر وقت تک دنیا کے کتب خانوں سے چن چن کر کتابیں جمع فرماتے رہے اور ایک نہایت عمدہ لائبریری بھی اپنے آثار میں چھوڑ گئے۔ عربی ادب اور علوم عربیہ کے نایاب اور قدیم کتابوں کے نام بچپن میں میں نے مولانا سے ہی سنے۔ طبیعت میں روانی آجاتی تو صدہا عربی فارسی قصائد و اشعار سنانے لگ جاتے اپنے شیخ اور استاذ علامہ کشمیری کے ذکر سے تو وجد کی کیفیت ان پر طاری ہو جاتی اور آبدیدہ ہو جاتے۔ ویسے بھی طبیعت میں سوز و گداز غضب کا تھا۔ دین کے اضمحلال اور زوال پر آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی مولانا کو اللہ نے باطنی صفائی کے ساتھ ظاہری نفاست سے بھی بدرجہ اتم نوازا تھا۔ ہر کام میں نہایت خوش ذوق' رہن سہن' خوراک و پوشاک' نشست و برخاست میں خوش سلیقہ دسترخوان ہو یا میز' ہر جگہ ہر چیز کو ترتیب سے دیکھنا چاہتے تھے۔ ہمارے بعض احباب اس معاملہ میں مولانا کو ماہر جمالیات کہتے تھے۔ صاف دل اور صاف گو تھے کسی کو پسند فرمانے لگتے تو اس کی تعریف و تحسین میں اتنے فیاض کہ ناواقف حال حضرات کو غلط اور مبالغہ کا گمان ہونے لگتا اور اگر دین اور علم کے معاملہ میں کسی سے اختلاف ہو جاتا تو اپنی صوابدید کی بناء پر بے دریغ اور بلا خوف لومۃ لائم میدان میں آجاتے۔

ڈاکٹر فضل الرحمان اور اس دور کے فتنۂ تجدد پر آپ نے بے تحاشا حملے کیے اور اپنا پرچہ بینات اس کے لیے مخصوص فرمایا۔ فتنۂ انکار حدیث اور اس کے داعی پرویز کے تکفیر کا اجماعی فتویٰ آپ کا کارنامہ ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے فتنۂ قادیانیت کا استیصال بھی تحریک سے کرایا اس کی سرخیلی کا خلعت فاخرہ بھی آپ کو نصیب ہوا۔

تحریک ختم نبوت چلی' لاہور کے مدرسہ شیرانوالہ گیٹ میں ہر مکتب فکر کے علماء و زعماء مجلس عمل کی تشکیل کے لیے جمع تھے۔ ایسے متضاد اور مختلف الخیال مکاتب اور عناصر کی قیادت کا مسئلہ بڑی الجھن کا باعث بن سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ' ایکایک مجلس میں اٹھے اور تمہید کے بعد مجلس عمل کی صدارت کے لیے مولانا قدس سرہ' کا نام تجویز فرمادیا۔ اللہ کا کرم تھا اور مجوز اور مجوَّز دونوں کی عظمت اور احترام کا تقاضا کہ سب لوگوں نے اس تجویز پر اعتماد کیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مولانا انور شاہ کشمیری کے مشن کو ان کے چہیتے خادم اور شاگرد ہی کے ذریعہ تکمیل تک پہنچایا۔

ذب من الاسلام اور حمیت حق کے ان عظیم معرکوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس عاشق رسول سے علم حدیث کی خاص طور سے خدمت لی۔ ترمذی شریف کی شرح معارف السنن کی صرف چھ جلدیں چھپ سکیں جو دو ہزار نو سو تئیس (۲۹۲۳) صفحات پر مشتمل ہیں۔ ابھی آنا کام مزید ہونا تھا اور معارف کا مقدمہ اس پر مستزاد۔ جوانی کے آغاز میں کئی ایک معرکے کی کتابیں لکھیں۔ ۱۳۵۶ھ میں مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے فیض الباری کی طباعت کے سلسلہ میں مصر' ترکی' یونان اور حجاز کے سفر پر گئے۔ تو پایہ کے علماء عرب پر اپنا سکہ جمایا اور اظہار حق میں عالم عرب کے ممتاز مصنف علامہ طنطاوی صاحب جواہر القرآن سے بھی الجھنے میں جھجک محسوس نہیں کی۔ اس وقت کے امام جلیل علامہ زاہد بن الحسن الکوثری کے منظور نظر بن گئے۔ اپنے شیخ اور مرشد علامہ کشمیری کے بعد آپ علامہ کوثری کے علم و فضل کے مداح تھے۔ اس سفر سے ہی عرب کی علمی دنیا میں متعارف ہو گئے۔ کئی ایک مقالات اور قصائد عربی پریس میں شائع ہوئے۔

دمشق کی مجلس علمی اور بعد میں قاہرہ کے مجمع البحوث الاسلامیہ اور مکہ معظمہ کے رابطہ عالم اسلامی کے کئی مجالس کے ممبر منتخب ہوئے۔

توجہ فرمائیں

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع وہاڑی کا کنونشن بورے والہ میں ہونے والے تربیتی کنونشن کیلئے ابھی سے بھرپور تیاریاں شروع کردیں اور زیادہ سے زیادہ طلباء کو شرکت کی دعوت دیں اور کنونشن کے بارے میں معلومات کیلئے درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

راؤ منور احمد خاں معرفت حقانی دواخانہ وہاڑی بازار بورے والہ

رپورٹنگ: ظہیر میر

"مکمل اسلامی انقلاب برپا کرنے کیلئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا جائیگا"

قائد طلبا کا اعلان

گذشتہ روز مرکزی دفتر ۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ میں کارکنوں کے ایک خصوصی اجتماع سے قائد طلباء میاں محمد عارف مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام نے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ طلباء اسلام کے پس منظر پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ جمعیۃ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اپنے قیام کے قلیل عرصے کے اندر ملک میں چلنے والی تحاریک میں انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام کے جیالے کارکنوں کی قربانی انشاء اللہ تعالیٰ ضرور رنگ لائے گی۔

آپ نے واضح اعلان کیا کہ **ملک میں مکمل اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے جمعیۃ کے کارکن کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے"**

آپ نے پاکستان قومی اتحاد کے وجود کی ضرورت کو ناگزیر قرار دیا۔ آپ نے کہا کہ پاکستان قومی اتحاد کا قیام دراصل نظام مصطفےٰ کے لیے وجود میں آیا ہے۔ آپ نے قومی اتحاد کے قائدین سے اتحاد کو مضبوط بنانے کے لیے مزید عملی اقدامات کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ نے اپنے کارکنوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ اس ملک و قوم کا عظیم سرمایہ ہیں۔ مکمل اسلامی انقلاب کے لیے آپ کی کوششوں کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکے گی۔ آپ نے آخر میں طلبا کو ملک میں مکمل اسلامی انقلاب کے لیے اپنی کوششوں کو مزید تیز کر دینے کی ہدایت کی۔

رستم (ضلع سکھر)

گذشتہ دنوں جمعیت طلباء اسلام رستم کے کارکنوں کا ایک اجلاس دفتر جمعیۃ طلباء اسلام رستم میں زیر صدارت حافظ عبدالغفار صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں چالیس اراکین نے شمولیت کی۔ جناب خیر محمد بردھی اور دین محمد قریشی نے اجلاس سے مفصل خطاب کیا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب سرپرست جمعیۃ طلباء اسلام رستم، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع سکھر، حضرت مولانا دھنی بخش صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام رستم، جناب نذیر احمد صدر جمعیت طلباء اسلام رستم اور دین محمد قریشی ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام رستم نے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔

ڈیرہ اسماعیل خان

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کی مجلسِ عمومی کا ایک ہنگامی اجلاس زیرِ صدارت جناب عبدالحکیم اکبری صاحب سابق مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں درج ذیل اہم فیصلے کیے گئے۔

۱۔ جناب محمد اقبال غنچہ (ممبر مجلسِ شوریٰ صوبہ پنجاب) جنرل سیکرٹری جمعیۃ طلباء اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کی جگہ عبدالستار نیازی (سابق نائب صدر ڈیرہ اسماعیل خان) کو جمعیۃ طلباء اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

۲۔ جناب عبدالرحیم (سابق خازن) کو نائب صدر مقرر کیا گیا۔ علاوہ ازیں وہ مالیات کے نگران بھی ہونگے۔

۳۔ محمد رفیق صاحب بیک وقت ناظم اور ناظم نشریات کے فرائض سرانجام دیں گے۔

خضدار

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع خضدار کے زیر اہتمام ۲۳ اکتوبر بروز اتوار ایک انتخابی اجلاس زیر صدارت عطاء اللہ صاحب نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ بلوچستان منعقد ہوا۔ صوبائی نائب صدر جناب عطاء اللہ مینگل نے تنظیمی امور پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد ضلعی انتخابات عمل میں لائے گئے اور اتفاقِ رائے سے درج ذیل حضرات عہدیداران منتخب ہوئے۔

صدر، نور احمد شہداد زئی

نائب صدر اوّل، محمد ابراہیم بلوچ

نائب صدر دوم، محمد علی خان مسعود

ناظم عمومی، آزاد بلوچ۔

ناظم، نصیر احمد بلوچ

ناظم نشریات، محمد عثمان

معاون ناظم نشر و اشاعت، نظام الدین شاہ

ناظم مالیات، عبدالکریم۔

معاون ناظم مالیات، محمد اسما

آفس سیکرٹری، رشید احمد بلوچ

ضلع گوجرانوالہ

گذشتہ دنوں جناب عبدالرؤف صاحب ربانی ناظم عمومی صوبہ پنجاب، محمد فاروق شیخ صدر جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ، ملک عبدالشکور صدر جمعیت طلباء اسلام گکھڑ اور جناب ظفر لیسین صاحب بٹ ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام گکھڑ نے ضلع گوجرانوالہ میں حافظ آباد اور قلعہ دیدار سنگھ کا تنظیمی دورہ کیا۔

"کنوینر کا تقرر"

حافظ آباد کی مقامی جمعیۃ کا اجلاس زیر صدارت محمد فاروق شیخ ضلعی صدر منعقد ہوا۔ صوبہ پنجاب کی جمعیۃ کے ناظم عمومی جناب عبدالرؤف ربانی نے نہایت مفصل خطاب کیا۔ اجلاس سے ملک عبدالشکور، ظفر لیسین بٹ اور آخر میں ضلعی صدر محمد فاروق شیخ نے مفصل خطاب کیا۔ ضلعی صدر صاحب نے تحصیل حافظ آباد کی باڈی کو کالعدم قرار دے کر جناب شیخ محمد اکرام صاحب کو تحصیل حافظ آباد کا کنوینر مقرر کیا ہے اور انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ ۱۱ نومبر تک وہ اپنے علاقے میں از سر نو تنظیم کی رپورٹ پیش کریں، تاکہ ۱۸ نومبر کو تحصیل کا انتخاب عمل میں لایا جاسکے۔

ضروری نوٹ

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے شعبہ نشرو اشاعت سے جاری کردہ ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ ترجمانِ اسلام میں طلباء کی رپورٹنگ کرنے والے کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس وقت تک کوئی خبر ترجمان میں شائع نہ کرے جب تک کہ وہ خبر براہِ راست مرکزی دفتر ۴۔ جی شاہ عالم مارکیٹ کے پتہ پر ارسال نہ کی جائے۔ اور اس پر مقامی صدر یا سیکرٹری یا سیکرٹری نشرواشاعت کی مہر اور دستخط نہ ہوں۔ بصورت دیگر طلباء کی ڈائری میں کوئی خبر آئندہ نہیں چھپ سکے گی۔

گوجرانوالہ
(یونٹ مدرسہ نصرۃ العلوم)

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے کارکنان کا ایک بھرپور اجلاس مسجد نور کے وسیع حال میں منعقد ہوا۔ اجلاس سے مہمانِ خصوصی جناب حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم نے خطاب کیا۔ آپ نے علم کی اہمیت کو بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا۔ پھر صوبہ پنجاب کی جمعیت کے ناظمِ عمومی جناب عبدالرؤف ربانی کی زیرِ نگرانی انتخاب عمل میں لایا گیا۔ جس میں اتفاقِ رائے سے درج ذیل طلباء سال رواں کے لیے عہدے داران منتخب ہوئے:

صدر، حافظ عبدالغفور ہزاروی
نائب صدر اوّل، قاری عبدالعلیم کشمیری
نائب صدر دوم، قاری خدابخش مظفرگڑھی
ناظم عمومی، محمد رمضان علوی
ناظم، محمد معروف خان سواتی
ناظم نشریات، حافظ منظور احمد ہزاروی
ناظم مالیات، قاری محمد عقیل قریشی

تربیتی اجتماع

زیر اہتمام سرحد جمعیۃ طلباء اسلام	زیر اہتمام سندھ جمعیۃ طلباء اسلام	زیر اہتمام پنجاب جمعیۃ طلباء اسلام
مقام: اکوڑہ خٹک	مقام: سکھر	چوتھا تربیتی اجتماع:- بمقام مدرسہ قاسم العلوم ملتان
(بتاریخ)	(بتاریخ)	(بتاریخ)
۲-۳ دسمبر ۱۹۷۷ء	۲۴-۲۵ نومبر ۱۹۷۷ء	۲۶، ۲۷، ۲۸ نومبر ۱۹۷۷ء

کارکن بھرپور تعداد میں شرکت کریں اور اجتماعات کو کامیاب بنائیں

تیسری دنیا کی معاشی ترقی اور ریاستی شعبہ

سامراج کی طویل نوآبادیاتی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے بعد فوراً تیسری دنیا کے نوآزاد اور کم ترقی یافتہ ملکوں کو اپنی معاشی ترقی اور خود مختاری کا کٹھن مرحلہ درپیش ہے۔ چونکہ طویل سامراجی لوٹ اور استحصال کی وجہ سے ان ملکوں میں سرمایہ اندوزی نہیں ہو سکی جس کی وجہ سے اب ملکوں میں صنعتی اور زرعی ترقی اور سماجی بہبود کے کاموں پر لگانے کے لیے مناسب مقداریں سرمائے کی عدم دستیابی کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے نتیجتاً ان ملکوں میں ضرورت کے مطابق صنعت بندی نہیں ہو سکی اور وہ صنعتی مصنوعات کی بیشتر ضروریات کی فراہمی اور ترقیاتی منصوبوں میں سرمایہ اندازی یا سرمایہ کاری کے لیے ترقی یافتہ مغربی ملکوں کے دست نگر بن کر رہ گئے ہیں، اور اپنی معاشی غلامی اور محتاجی کی وجہ سے ان نو آزاد ملکوں کی سیاسی آزادی پر بھی مضر اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور انہیں آئے دن اپنے داخلی معاملات میں بیرونی مداخلتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تیز رفتار معاشی ترقی اور صنعت بندی کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے بہت سے ترقی پذیر ملکوں نے اپنے ہاں معیشت کا ایک فعال اور مؤثر ریاستی شعبہ قائم کیا اور اس شعبے کے تحت بہت سے صنعتی اور معاشی منصوبوں پر عمل درآمد شروع کیا، لیکن یہاں پھر سرمائے اور فنی مہارت کی فراہمی کا مسئلہ درپیش ہوا تو اس موقع پر سامراجی ملکوں اور بعض دوسرے کرم فرماؤں نے اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے تیسری دنیا کی معاشی اور صنعتی ترقی میں مالی اور فنی مدد فراہم کرنے کی بجائے تیسری دنیا کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی ترقی اور تعمیر کے لیے خود انحصاری کے اصول پر عمل کرتے ہوئے محض اپنے ہی وسائل پر بھروسہ کریں۔ یہ مشورہ بظاہر جتنا دل کش اور ہمدردانہ معلوم ہوتا ہے دراصل اتنا ہی مہلک اور مضر تھا، کیونکہ اس مرحلے پر جب تکنیکی انقلاب کی بدولت صنعتوں میں خود کاری کا دور ہو چکا ہے۔ تیسری دنیا کو یہ مشورہ دینا کہ وہ اپنے ہی وسائل پر بھروسہ کرے اور انہی وسائل کے مطابق اپنے ترقیاتی پروگرام مرتب کرے۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ نوآزاد اور ترقی پذیر ملک ابتدائی اور گھریلو دست کاریوں کو صنعت بندی سمجھ کر بیٹھے رہیں اور ترقی یافتہ ملکوں کی خود کار صنعتوں کی مصنوعات کی کھپت اور ان کے لیے خام اور نیم تیار مال پیدا کرنے کی منڈی بنے رہیں۔ چنانچہ اسی مقصد سے ترقی یافتہ سرمایہ دار ملکوں نے تیسری دنیا کے ملکوں میں بھاری اور بنیادی صنعتوں کے قیام میں مدد دینے سے انکار کر دیا۔ جب کہ دوسری طرف تیسری دنیا جدید تکنیکیات کے حصول کی کوششوں میں مصروف رہی۔ یہ کوششیں بالآخر تیسری دنیا کے بہت سے ملکوں کو سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ملکوں کے قریب لے گئیں۔ اور اس قربت کے بڑے مفید نتائج برآمد ہوئے، چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ الجزائر، شام، مصر، عراق، ترکی، ایران، پاکستان اور ہندوستان میں فولاد سازی، مشین سازی اور دیگر کئی بنیادی نوعیت کی بھاری صنعتیں سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ملکوں کی مالی اور تکنیکی معاونت سے قائم ہو گئی ہیں۔

آج جب تیسری دنیا کے ملک منصفانہ اور مساویانہ معاشی اور تجارتی تعلقات کے ایک عالمی نظام کے لیے سوشلسٹ ملکوں کی حمایت کے ساتھ جدوجہد کر رہے ہیں تو سامراجی مفکر اور دانشور اور زیادہ زور شور کے ساتھ تیسری دنیا کے ملکوں کو خود انحصاری کے اصول پر عمل کرنے اور بیرونی تکنیکی اور مالی امداد کی بجائے خود اپنے ہی وسائل پر بھروسہ کرنے کی تلقین کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں بڑے خوبصورت اور قائل کن دلائل بھی لے آتے ہیں۔ چاہے ان کے دلائل کتنے ہی خوب صورت اور دلکش ہوں، یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ اپنی معاشی ترقی اور صنعت بندی کے لیے تیسری دنیا کو جدید تکنیکیات اور مالی وسائل کی شدید ضرورت ہے جسے ترقی یافتہ ملکوں کو ہر حالت میں پورا کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ ترقی پذیر ملکوں کا حق ہے، ترقی یافتہ سرمایہ دار ملکوں کی دولت اور صنعتی ترقی ماضی میں تیسری دنیا کی ان کے ہاتھوں ظالمانہ لوٹ کھسوٹ اور بے دردانہ استحصال کی مرہونِ منت

ترتیب: قمر ہاشمی

مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے فرمایا:

میری قوم انگریز کی غلامی سے آزاد ہو گی تو عورتوں کے حقوق متعین ہونگے

مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مجلس عمل نے مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے تعزیتی جلسہ کا پروگرام مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں رکھا تھا۔ جلسہ میں شرکت کے لیے کراچی، لاہور اور فیصل آباد سے معزز علمائے کرام تشریف لائے۔

مولانا عبیداللہ انور ۱۲ بجے ہوائی اڈہ پر تشریف فرما ہوئے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیۃ علمائے اسلام کے مقامی رہنماؤں نے استقبال کیا۔ مولانا تواں شہر میں قیام پذیر ہوئے۔

بعد نماز عشاء مدرسہ قاسم العلوم میں جلسہ شروع ہوا۔ بڑی تعداد میں لوگ ایصال ثواب اور تعزیت کے لیے شریک ہوئے۔ جلسہ کا آغاز فاضل نوجوان مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کی تقریر سے ہوا۔ اور آخر میں مولانا عبیداللہ انور نے خطاب فرمایا۔ مولانا محمد حسین حیدری، سید مشتاق حسین نقوی، مولانا عبدالرحیم اشعر، ع۔ک کراروی، حکیم محمد اشرف، مولانا تاج محمود، مولانا ضیاء القاسمی، علامہ عبدالرزاق، مولانا تقی عثمانی اور دیگر علمائے کرام و شعرائے عظام نے اپنے اپنے انداز میں مولانا بنوریؒ کو خراج تحسین پیش کیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں ایک عظیم الشان مسجد اور دفتر بنا رہی ہے۔ صبح نماز فجر کے بعد مولانا عبیداللہ انور نے اس مسجد میں درس قرآن دیا۔ اور بعد میں حاجی شیخ محمد یعقوب جالندھری کے مکان فیضی روڈ تشریف لے گئے۔ اور بھی بہت سے احباب جمع تھے۔ مولانا بنوریؒ کا ذکر ہوا اور بات حالات حاضرہ پر آ گئی۔ مولانا مفتی محمود کے متعلق مولانا محمد لیسین ناظم تعمیر و ترقی مدرسہ قاسم العلوم نے بتایا کہ اسلام آباد میں مصر کے سفیر کا فون آیا تو مفتی صاحب نے جامعہ ازہر جانے کا وعدہ فرمالیا۔ سفر کا سامان بھی لاہور تھا، جو بعد میں منگوایا۔

مفتی صاحب کے اس دینی خلوص پر مولانا عبیداللہ انور کو اپنے استاد محترم حضرت مولانا سندھیؒ یاد آ گئے۔ فرمانے لگے:

مولانا سندھیؒ جیب میں نقدی نہ رکھتے تھے۔ جو کچھ ہوا کسی غریب کو دے دیا۔ سفر کی ضرورت پڑ جاتی تو خالی جیب چل پڑتے۔ یقین اتنا پختہ تھا کہ فرماتے "اللہ کارساز ہے کوئی انتظام ہو جائیگا۔ اکثر ایسا ہوا کہ اسٹیشن پر جاتے ہوئے کوئی شخص مل گیا اور ٹکٹ خرید دیا۔ ... مولانا اکثر پیدل چل پڑتے۔ چھ سات میل سفر ان کا معمول تھا۔ کئی بار احباب نے سامان سفر خرید دیا۔ مولانا کسی جگہ سے سامان نہ اٹھاتے۔ جگہ جگہ سامان پڑا رہتا۔

ایک دفعہ لاہور سے کراچی کا ارادہ فرمایا۔ خالی ہاتھ اور خالی جیب چل پڑے۔ والد صاحب حضرت مولانا احمد علی مرحوم کو پتہ چلا ٹکٹ خرید کر دیا اور دس روپے کا نوٹ سفر خرچ کے طور پر جیب میں ڈال دیا۔ مولانا اسٹیشن پر پہنچے تو میں بھی ساتھ تھا۔ اور میرے پاس سامان بھی تھا۔ ایک ہندو سیٹھ مل گیا۔ بڑے تپاک سے ملا اور سامان کے ساتھ ساتھ گاڑی تک گیا۔ قلی نے سامان ڈبہ میں رکھ دیا، اور سیٹھ نے قلی کو دو روپے دینا چاہے۔ قلی بہت بگڑا، بڑبڑانے لگا۔ اور دو روپے پھینک کر چلا گیا۔ مولانا دیکھ رہے تھے انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو دس روپے کا نوٹ مل گیا۔ مولانا قلی کے پاس گئے اور دس کا نوٹ اسے دے دیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے مولانا سڑک پر سیر کیلئے جا رہے تھے، سڑک مرمت ہو رہی تھی۔ ایک مزدور عورت پتھر کوٹ رہی تھی اور اس کا بچہ دودھ پی رہا تھا۔ مولانا ایک دم مڑ گئے اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ دریافت کرنے پر گویا ہوئے۔ دیکھ نہیں رہے میری قوم کی ایک غریب عورت پتھر کوٹنے پر مجبور ہے، فرنگی ظالم ہے۔ میری قوم غلامی سے آزاد ہوگی تو عورتوں کے حقوق متعین کیے جائینگے۔

مولانا محمد لیسین صاحب نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ ایک دفعہ مولانا یوسف بنوریؒ تیمارداری کے لیے تشریف لائے شاہ صاحب اٹھے اور معانقہ کے بعد دونوں ہاتھوں سے چہرہ تھام لیا۔ مولانا بنوریؒ نے سمجھا کہ شاید

پہچان رہے ہیں۔ فرمایا یوسف بنوری ہوں یوسف بنوری۔ شاہ صاحبؒ چہرہ مقدس کو ٹکٹکی دیکھے جا رہے تھے۔ سن کر فرمایا، مجھے تو انور شاہ کا چہرہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے بعد زار و قطار رونے لگے.....

یہ محفل ختم ہوئی تو مولانا عبید اللہ انور مدرسہ قاسم العلوم تشریف لے گئے۔ تمام مہمان جو کراچی اور لاہور سے آئے تھے، انتظار میں تھے۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اپنی پیرانہ سالی اور بیماری کے باوجود آئے تھے۔ مولانا صاحب سے ملے، چائے نوش فرمائی اور مدرسہ قاسم العلوم سے خیر المدارس چلے گئے۔

خیر المدارس میں جاتے ہی مولانا مرحوم کی قبر پر گئے۔ اور دعا کی۔ مولانا خیر محمد اور مولانا محمد علی جالندھری کے مزارات احاطہ مدرسہ میں ہیں۔ پھر تھوڑی دیر مدرسہ کے دفتر میں بیٹھے، دعا کی اور اجازت طلب کی۔ مولانا وہاڑی روڈ پر اللہ بخش سٹریٹ گئے اور دعا کی۔ بعد میں نواں شہر قیام گاہ ہوتے ہوئے ہوائی اڈہ پر تشریف لے گئے اور احباب نے آپ کو لاہور کے لیے رخصت کیا۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ

۲۸ اکتوبر۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم اور پاکستان قومی اتحاد پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جمعیت علماء اسلام کے رہنماؤں اور کارکنوں سے تنظیمی پروگرام کے سلسلہ میں ملاقات کی۔ کارکنوں پر مولانا زاہد الراشدی نے زور دیا کہ وہ اسلام اور پاکستان کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہیں اور قومی اتحاد کے پروگرام کو لوگوں تک پہنچائیں۔ جمعیت علماء اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ناظم اعلیٰ احمد یعقوب چوہدری نے انہیں مقامی جمعیت کے مسائل سے آگاہ کیا۔ انہوں نے پیر جی عبد الحکیم صاحب، مولانا محمد اختر صدیقی مولانا محمد عمر لدھیانوی، مولانا احمد سعید لدھیانوی سے جماعتی مسائل پر گفتگو کی۔ اس کے بعد انہوں نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ مولانا زاہد الراشدی نے پریس کے نمائندوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیاستدانوں کے احتساب کے ساتھ ساتھ بھٹو شاہی کے بدنام افسران کا بھی احتساب کیا جانا چاہیئے۔ پریس کانفرنس میں ضلعی قائد مولانا محمد اختر صدیقی، پنجاب شوریٰ کے رکن مولانا محمد عمر لدھیانوی، پنجاب امورِ ...ت کے سیکرٹری مولانا احمد سعید لدھیانوی، تحصیل جمعیت کے امیر پیر جی عبد الحکیم، تحصیل جمعیت کے ناظم اعلیٰ احمد یعقوب چوہدری، شہری جمعیت کے امیر حافظ عبد المجید، ملک گل محمد، ملک محمد صدیق عتیق، حاجی عبد الکریم، محمد ظفر اقبال پانشا بھی موجود تھے۔

اس کے علاوہ

جمعیت علماء اسلام تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کارکنوں کے ایک اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی سربراہ اور بزرگ ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس کی صدارت پنجاب جمعیت کی شوریٰ کے رکن مولانا محمد عمر لدھیانوی نے کی۔ اجلاس میں قرآن خوانی کے بعد حضرت بنوریؒ مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے تحصیل جمعیت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ناظم اعلیٰ احمد یعقوب چوہدری نے کہا کہ وہ تمام عمر اسلام کی تعلیمات لوگوں تک پہنچانے کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ ۱۹۷۴ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سربراہ کی حیثیت سے مولانا کا کردار ہمیشہ یاد رہے گا۔

مولانا محمد عمر لدھیانوی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ عالم اسلام کے ایک قابل احترام محقق اور بزرگ عالم دین تھے۔ آخر میں مولانا محمد عمر لدھیانوی نے ان کے لیے دعائے مغفرت کرائی۔ اجلاس سے گل محمد، ملک صدیق عتیق، حافظ عبد المجید صاحب و دیگر اراکینِ جمعیت نے خطاب کیا۔

خلجی کنڈر خیل

گذشتہ دنوں دار العلوم حمایت الاسلام خلجی کنڈر خیل میں زیر صدارت جناب میاں صاحب محمد جان مہتمم دار العلوم ایک اجلاس منعقد ہوا۔ ابتدائے اجلاس میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی وصال پر ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی ہوئی۔ اور اس کے بعد جناب مولانا فضل مولیٰ صاحب صدر مدرس دار العلوم حمایت الاسلام نے حضرت شیخ الحدیث بنوریؒ صاحب مرحوم کی زندگی پر روشنی ڈالی۔

ضلع سیالکوٹ

گذشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام ضلع سیالکوٹ کی مجلسِ عاملہ کا اجلاس زیر صدارت امیر ضلع حضرت مولانا محمد فیروز خان صاحب ثاقب جامعہ مسجد پسرور میں منعقد ہوا جس میں ضلعی سطح پر تنظیمی امور پر غور کیا گیا اور تمام تحصیلی امراء اور نظماء کو اپنی تحصیلوں کے اجلاس بلا کر کارروائی سے ضلع کو مطلع کرنے کی ہدایت کی گئی۔

شکار پور

جمعیت العلماء اسلام شکارپور کے امیر مولانا عبد اللہ صاحب (شیخ) امیر جمعیت تحصیل گڑھی یاسین مولانا محمد یوسف چنو مدرسہ عربیہ باب الھدیٰ محمدیہ کے مہتمم حضرت مولانا امیر محمد صاحب سہندڑہ نے اپنے مشترکہ بیان میں عالم اسلام کے نامور دینی پیشوا حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا کرے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل۔

ایصالِ ثواب

گورنمنٹ ہائی سکول ترناب کی جامع مسجد میں مولوی سلیم الرحمان صاحب مدرس اسلامیات کی سرکردگی میں قرآن شریف کا ختم کر کے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ کو ایصال ثواب بخشا گیا۔

ضلع سانگھڑ

گذشتہ دنوں جمعیت علمائے اسلام سانگھڑ کے زیر اہتمام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی روح کو ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی ہوئی۔ اس موقع پر جمعیت سانگھڑ کے جنرل سیکرٹری محمد طفیل کنوینر قومی اتحاد سنجھو حافظ عبد المجید اور مجاہد محمد سلیم قریشی اور حافظ عنایت اللہ نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے سانحۂ ارتحال پر

ولی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کے انتقال کو عالم اسلام کے لیے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔

علاوہ ازیں انہوں نے قومی اتحاد سانگھڑ کے آفس سیکرٹری وزیر حسین کی عالم شباب میں بے وقت موت اور قومی اتحاد ضلع سانگھڑ کے صدر جناب منظہر اجمیری کی اہلیہ اور جمعیت علماء اسلام کے رکن عبدالغفور اجمیری کی اہلیہ کے انتقال پر دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

شاہ کوٹ

جمعیت علماء اسلام شاہ کوٹ کے دفتر میں ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ جس میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ اور قرآن پڑھ کر ان کو ایصال ثواب کیا گیا۔ جمعیت علماء اسلام شاہ کوٹ کے جنرل سیکرٹری مفتی غلام مرتضیٰ نے مولانا مرحوم کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مولانا ایک عظیم شخصیت تھی۔ اور قوم ایک بہت بڑی دینی اور علمی شخصیت سے محروم ہوگئی۔

ضلع جیکب آباد

ضلع جیکب آباد کے شہر کندھ کوٹ کی اکثر مساجد میں بروز جمعہ حضرت بنوری کی وفات پر رنج وغم کا اظہار کیا گیا حضرت کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ اور حضرت بنوری کی وفات کو ملک وقوم کے لیے عظیم نقصان قرار دیا گیا۔

فیصل آباد حلقہ فیکٹری ایریا

فیصل آباد، حلقہ فیکٹری ایریا کے معززین کا ایک بہت بڑا اجتماع لالہ بشیر احمد کی کوٹھی پر منعقد ہوا جس میں مولانا محمد عابد نعیم جنرل سیکرٹری ضلع فیصل آباد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم انشاءاللہ ہر محلہ اور ہر گاؤں میں جمعیت کی شاخیں قائم کریں گے۔ تحریک نظام مصطفےٰ میں جمعیت کے کارکنوں نے ثابت کر دیا کہ وہ مرنا جانتے ہیں جھکنا نہیں جانتے۔ اجلاس سے امیر شہر حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب الانوری نے بھی خطاب کیا اور جمعیت کے دفتر کا افتتاح کیا اور مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر ، مولانا عصمت اللہ
نائب صدر ، لالہ محمد بشیر احمد
نائب صدر دوم ، محمد افضل
جنرل سیکرٹری ، حاجی محمد سلیم شاہد
خزانچی ، حاجی محمد نسیم

اراکین مجلس عاملہ

جناب محمد احمد صاحب، محمد عمر صاحب، محمد عبداللہ صاحب، بابو فضل حق صاحب، غلام محمد صاحب، سید بشیر احمد صاحب اور قاری غلام مصطفےٰ صاحب۔

شواگرہ تحصیل چارسدہ

جمعیت علماء اسلام شواگرہ تحصیل چارسدہ کے امیر مولانا محمد ذکریا صاحب اور ناظم اعلیٰ مولوی محمد شریف اور قومی اتحاد ترناب حلقہ کے صدر حاجی صاحب عبدالحکیم خان نے مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور مسجد میاگان ترناب میں مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لیے ختم قرآن شریف کیا۔

لیہ ضلع مظفر گڑھ

گذشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام لیہ کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا۔ اجلاس میں عالم ربانی شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری کے اچانک انتقال پر نہایت رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ مولانا مرحوم کی ملکی وملی خدمات کو سراہا گیا اور مولانا مرحوم کے بلند وعظیم عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا پختہ ارادہ کیا گیا۔

بعد ازاں حضرت مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی ہوئی۔

سراب روڈ۔ کوئٹہ

ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب کے انتقال پر ملال کے موقع پر مدرسہ حقانیہ کے مہتمم قاری عبدالحق حقانی اور مدرسہ کے سیکرٹری نشرواشاعت میاں محمد سلیم کے زیر اہتمام مدرسہ میں سہ روزہ قرآن خوانی اور فاتحہ کی گئی اور جمعہ کے دن قاری حقانی کے زیر اہتمام جامعہ مسجد ومدرسہ حقانیہ میں مشترکہ تعزیتی اجلاس ہوا جس میں حضرت مولانا میاں غلام نبی صاحب خطیب جامعہ مسجد ڈھساڈر و مولانا عبدالرزاق صاحب مہتمم مدرسہ محمدیہ رند علی و حضرت مولانا اللہ بخش صاحب خطیب جامعہ مسجد کیچی بیگ۔ حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب، حضرت الحاج مولانا ولی محمد صاحب لہڑی، حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اور ستہ محمد وغیرہ نے حضرت بنوری صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ دنیائے اسلام کے عظیم مفکر تھے اور ان کی وفات کا زخم ہمیشہ ناسور کی صورت رہے گا۔ بعد میں مولانا کیلئے فاتحہ اور دعا کی گئی۔

جامعہ اشرفیہ پشاور

پشاور ۔۔۔۔ سرحد کی ممتاز دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ پشاور میں مولانا محمد یوسف بنوری کی وفات کے سلسلے میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں فاتحہ خوانی کی گئی اور فاتحہ خوانی کے بعد جامعہ کے استاذ حدیث مولانا محمد یوسف قریشی صاحب نے بنوری صاحب کی زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ بنوری صاحب کی وفات سے عالم اسلام ایک عظیم دینی سکالر سے محروم ہوگیا ہے۔

موصوف نے فرمایا کہ آج ہم اپنے ایک مشفق اور مہربان سے محروم ہوگئے ہیں۔ اکثر طالب علم اپنے آنسوؤں سے عالم اسلام کے اس عظیم فرزند کو نذرانہ عقیدت پیش کررہے تھے۔

تنظیم ختم نبوت ہزارہ ڈویژن ایبٹ آباد

گذشتہ دنوں ایک اجلاس زیر صدارت قلندر خان صدر مجلس تحفظ ختم نبوت منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی وفات پر افسوس کا اظہار کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صدر تحفظ ختم نبوت، رکن اسلامی مشاورتی کونسل پاکستان تھے۔ ان کی وفات پر ملک وملت کو عظیم نقصان ہوا۔

علاوہ ازیں آپ کی روح کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔ اور دعا کی گئی کہ خداوند تعالیٰ موصوف کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔